فرقہ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ و نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۲۷ ہجری | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ ۵

فی جلد [illegible]

مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب سید انور علی صاحب کلرک رجسٹرار علیگڈھ ۱ جناب مجید عباس علی صاحب
کتب فروش الٰہ آباد ۸۳ میزان للعہ میزان سابق لا... میزان کل لا...

قبول حق جناب منشی ظفریاب علی صاحب میرٹھ سے اطلاع دیتے ہین کہ تاریخ ۱۴ جولائی ۱۹۱۲ع کو ایک صاحب جو ہندو قوم اروڑہ مذہب آریہ ساکن بلا کھیدو عمر ۲۰ سال تعلیم یافتہ انٹرنس کلاس آریہ کالج لاہور مڈل پاس نے مسجد منصب میرٹھ مین اسلام حق قبول کیا۔ اسوقت جناب مولوی غیاث حسین صاحب ایک طالب العلم ایف اے کلاس سے کچھ تقریر کرتے تھے۔ یہ شخص بھی سن رہا تھا اور اجازت لیکر کچھ تقریر کی۔ بعدہ نومسلمان نے اپنا ارتداد کہا اور کلمہ توحید پڑھکر شریک جماعت ہوا۔ بعد نماز اسلام کی حقیت اور مذہب تشیع کی افضلیت پر دیر تک تقریر کی جس سے تمامی سامعین محظوظ ہوئے۔ **تراب علی** نام رکھا گیا۔

اصلاح حق یہ ہے کہ اسلام مین بڑی برکت ہے اگر مومنین ادہر خاص طور سے توجہ کرین تو بڑی کامیابی ہو سکتی ہے۔ شیخ عبد الرؤف صاحب ساکن ضلع اعظم گڈھ نے بھی الحمد للہ بعد تحقیق بسیار مذہب حق قبول کیا جزاہم اللہ خیرا۔

شیعہ کانفرنس لکھنؤ کی مرکزی کمیٹی نے ضروریات کانفرنس اور رزولیوشنونکی تعمیل کیلئے تجویز کیا ہے کہ فی شیعہ ایک پیسہ سالانہ وصول کیا جائے اسمین نہ تو کسیکو انکار ہو سکتا ہے اور نہ یہ رقم گران گذر سکتی ہے اگر یہ پیسے وصول ہو جائے تو بہت جلد لاکھون روپیہ جمع ہو سکتا ہے اور اس کانفرنس سے بڑہکر دوسری کانفرنس امیر نہین ہو سکتی پس تمام مومنین کو لازم ہے کہ اسطرف توجہ فرمائین اور جہان جہان انجمنین ہین وہ اپنی معرفت اور جہان کوئی انجمن نہین ہے وہانکے سربرآوردہ حضرات اپنے ذریعہ سے وصول فرماکر دفتر مین روانہ فرمائین۔ رسیدین پیسہ فنڈ کی چھپ کر طیار ہو گئی ہین جسقدر مطلوب ہون طلب فرمالین رسیدونکی پشت پر دفتر کی مہر ثبت کر دی جاتی ہے۔

سید علی غضنفر سکریٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

نے الحمد للہ تین کتابین شائع کر دیں تاریخ الاذان حصہ اول تصحیح تاریخ حصہ اول عقل و تہذیب الحدیث۔ اگر کمپنی ان کتابونکو جلد طلب نہ فرمایا تو پھر ملنا انکا مشکل ہے کیونکہ صدہا درخواستین قبل سے آچکی ہین حصہ داران کمپنی کو اپنے کمپنی کی فکر اور قدر رکھنی چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۲

نہایت ضروری عرض

مکرر عرض کیا گیا کہ مراسلات مین نمبر خریداری ضرور تحریر کیا جاے۔ مگر افسوس اسپر کمتر توجہ کیجاتی ہے۔ لہذا امیدوار ہون کہ ہر قسم کے مراسلات مین اسکا لحاظ نہایت ضروری ہے۔

التماس دعا۔ مومنین سے صحت خواہر عزیزہ شفاہا اللہ کیلئے مخصوص طور پر امیدوار دعا ہون

تصحیح تاریخ فرقۂ حقہ شیعہ باعتبار اصول مذہب و عقائد و اخلاق کچھ اس قسم پر پیدا ہوا ہے کہ کسی سے نہ اسے مخاصمت ہے نہ مخالفت۔ ہر شخص سے ہمدردی اسکے عام اصول سے ہے۔ یہود۔ نصاری۔ ہنود۔ آریہ سے بھی نہ چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے نہ لڑائی جھگڑا۔ مگر یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی سنی انکو دیکھے اور نہ چھیڑے۔ وہابی تو عام طور سے مشہور ہین حنفی بھی کسیطرح انکی دل آزاری سے باز نہین آتے لہذا اہم ضروریات سے شیعوں کیلئے یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے اصول و فروع سے واقف رہین جسکے لئے دفتر اصلاح ہر قسم کا مواد طیار کرتا ہے۔ مگر

تصحیح تاریخ کا درجہ سب سے بالا ہے کیونکہ اسمین اون اون تاریخی واقعات کی قلعی کہولی گئی ہے جس سے ایسے صحیح حالات معلوم ہون کہ پہر کسیکو عذر ہی نہ رہے صفحہ ۱۹۶ پر پہلی جلد تمام ہے قیمت ۱۲

عقل و تہذیب اہلحدیث اس نام کا دوسرا رسالہ چھپ کر طیار ہو گیا ہے جو ان لوگونکے لئے نہایت ضروری ہے جو وہابیون کے حلقہ مین رہتے ہین۔ قیمت ۳

تاریخ الاذان جس سے آپکو معلوم ہوگا اس ایک حکم شریعت پر ہر ہر خلیفہ نے اپنے اقتدار کے وقت کیا اثر ڈالا اور اذان مین کتنے تغیرات ہوے جس سے دوسرے احکام شرعی کا حال بہی آپکو معلوم ہو سکتا ہے قیمت ۵

جواب اپیل

الحمد للہ کہ قوم نے میری آواز سنی فریاد رسی پر آمادہ ہوئی چند بزرگان قوم نے نہایت ہمت افزا تحریر سے
جواب دیا جنمین جناب مرزا حفاظت علی بیگ صاحب سب انسپکٹر ۲ روپے جناب قاضی سید رضا حسین
صاحب منیجر ۱۳۲۳ (وعدہ للہ از سال آیندہ) جناب سید اسرار حسین صاحب گرداور قانون گو۔
جناب میر عباس علی صاحب کتب فروش الہ آباد جناب منشی میر تنظیم حسین صاحب ضلع کانپور جناب میر سخاوت حسین
صاحب وکیل جناب میر تجمل حسین صاحب وکیل جناب حاجی حکیم حمزہ علی صاحب امین مختصنی جناب نواب
مرزا علی حیدر صاحب دہلی جناب منشی سید الطاف حسین صاحب سر رشتہ دار شریف العلما
جناب مولوی سید شریف حسین خان صاحب ۔ دیگر حضرات نے خاص طور پر ہمت افزائی کی۔ اور
نہایت شوق وتاکید سے اجرای اصلاح کا مشورہ دیا کہ کسی طرح بند نہونا چاہیئے۔

مجموعہ رای کا خلاصہ یہ ہے کہ اصلاح کی اشاعت تو بدستور رہے۔ مگر اوراق مین کمی کردی جای
جس سے بیحد دفتر کو خسارہ ہو رہا ہے کیونکہ عام طور سے عہ سالانہ چندہ مین کوئی رسالہ ۳۲ صفحہ سے
زائد نہین شایع ہوتا ہے۔

مگر افسوس کہ اب اغراض ومقاصد اصلاح اسقدر وسیع اور عام ہو گئے ہین کہ میرے خیال مین
موجودہ اوراق خود غیر کافی ہین اور بجای اسکے کہ اصلاح ماہوار رہے ہفتہ وار ہونا چاہیے کیونکہ
بقول بعض احباب اگر پہلے سے ایک اصلاح کی ضرورت تھی تو اب سیکڑون اصلاح کی ضرورت ہے اسلئے
کہ جب تک ہم بے زبان تھے کوئی گاہے بگاہے بول جاتا دو ایک کلمے مخالفانہ لکھدیتا کیونکہ وہ بھی جانتے
تھے یہ فرقہ بے زبان ہے قوت دفاع بھی نہین رکھتا جب جواب ہی نہ دیا جاتا تو انکو کیون زیادہ کاوش
ہوتی جب سے خدانے زبان دی گویائی کا مادہ آیا۔ اصلاح نے دفاع کرنا شروع کیا۔ پھر تو وہ
یورش ہوئی کہ العظمۃ للہ نت نئے اخبار نکلنے لگے نئے نئے رسالے شایع ہونے شروع ہوی
اور سبکا رخ شیعون کی طرف یہانتک کہ مخالفین کے چار پانچ ہفتہ وار اخبار محض اسی غرض
سے شایع ہوتے ہین کہ مذہب اہلبیت طاہرین کو دنیا سے نیست ونابود کردین اور روز بروز
نئی دھمکیان آرہی ہین۔

شیعون نے بھی پہلے جرات دکھائی۔ اثنا عشری ہفتہ وار جاری ہوا۔ شیعہ نکلا۔

الحکم کو بہت بنا ہموار - العوارف - معالم - تذکرہ - الحق کی بنیاد پڑی - مگر اسیوقت مین اصلاح کو آسایش نہ ملی کیونکہ اسکی تحقیقات - اسکا استدلال - اسکا طرز ادا خاص رنگ رکہتا تہا جس نے مخالف و موالف سبکی نظر اصلاح ہی پر رہتی - اور اب تو ان رسالونکا نام خواب مین بہی نظر نہین آتا - بجز اصلاح شیعہ - العوارف - الحق پہر کیونکر ہم کہین کہ اسکے اوراق و صفحات مین کمی ہو سکتی ہے -

سب سے زیادہ دقت یہ پیش ہے کہ اصلاح کی پالیسی قوم کے اصرار سے بدل دی گئی پہلی یہ صرف علمی رسالہ تہا - اب مذہبی - پولٹکل - سوشیل معاملات سب ہی رہتے ہین - پہر اگر ۲۴ صفحہ کم کیا جاے تو کیونکر ہر قسم کی دلچسپیان رہ سکتی ہین جس سے خوف ہے کہ حالت موجودہ بہی باقی رہے - لہذا رائے النسب و اصوب تو یہی ہے کہ اصلاح کے اوراق مین اگر زیادتی کسیطرح نہ کیجاے تو کمی بہی زیادہ نہ کیجاے - کیونکہ یہی ایک پرچہ ہے جسپر ہماری قوم کے کل اغراض کا دارومدار ہے - رہا یہ امر کہ پہر یہ رسالہ زندہ کیونکر رہے اسکے بقا کی کیا صورت ہے تو اگر خیال کیجئے آسان بہی ہے - اور مشکل بہی ہے - آسان تو اسطرح ہے کہ اب سے بہی ہر شخص عہد کر لے اس سال میں ایک خریدار ضرور دینگے - پہر سب مشکلین آسان ہین دوسری صورت یہ ہے کہ جو صاحب استطاعت ہین وہ اپنی خوشی سے بلا جبر و اکراہ یا کچہہ رقم چندہ بڑہا دین یا بطور عطیہ کچہہ عنایت فرمائین کیونکہ صدہا رسالہ مفت دیا جاتا ہے اور آج تک کسی پر اوسکا بار نہ ڈالا گیا حالانکہ دوسرے اخبار والے سر در غریب فنڈ کے نام سے وصول کر لیتے ہین - یا دوسرے معاونین دو دو چار چار خریدارونکا چندہ اپنی گرہ سے دیتے ہین مگر اصلاح نے نہ کبہی اس قسم کی استدعا کی نہ قوم نے توجہ فرمائی -

مشکل یون ہے کہ جب ۱۳ رجب کے اعلان نصف چندہ پر بہت سے ایسے حضرات خریدار ہوے جنکی استطاعت بہت کافی ہے اور وہ روسا و اطباے نامدار سے ہین تو پہر اضافہ چندہ کی کیا امید کیجاے - مگر نہین نہ ہر دل یکسان ہے نہ ہر شخص کی حالت یکسان - ممکن ہے کچہہ ہمدردان قوم آمادہ ہون - اور اونکی توجہ سے یہ عقدہ حل ہو جاے کیونکہ اصلاح کی غرض محض ترویج دینی ہے ہان یہ سنکر آپکو حیرت ہوگی کہ تیرہ رجب کے خریدارونمین بہی ۱۳۰ ویلیو واپس آچکے حالانکہ خود

نصف چندہ پر طلب کیا تہا پھر بتائیے زندگی کی کیا صورت ہے۔

اب چونکہ اصلاح کا سال آخر ہو رہا ہی اس جلد میں صرف چار نمبر باقی ہیں جو ماہ ذیحجہ تک انشاء اللہ حاضر ہونگے اسلئے ابہی سے عرض کر دینا ضروری ہی۔

(۱) جن حضرات کو آئندہ اصلاح کی خریداری سے انکار ہو وہ ابہی سے بابت [illegible] کے بعد فوراً ہی مطلع فرمائیں مگر نمبر خریداری ضرور لکہیں کیونکہ امیدوار رکہکر محروم کرنا اور بلاوجہ کسی کا نقصان کرنا کسیطرح جائز نہیں خصوصاً اصلاح کا جو قوم کا خادم دیرینہ ہے۔

(۲) اگر خریداری سال آئندہ منظور ہے تو ماہ ذیحجہ ہی چندہ اصلاح بذریعہ منی آڈر روانہ فرمائیں

(۳) اگر منی آڈر کرنے میں دقت ہی کیونکہ اکثر حضرات کے وطن سے ڈاکخانے فاصلہ پر واقع ہیں تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں

(۴) جن حضرات کو ماہ ذیحجہ میں ادا کاری دشوار ہو۔ وہ اپنا زمانہ ادا کاری معین فرمائیں کہ اوسیوقت میں بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائیں یا اجازت ویلیو دیں۔

ورنہ یہ قطعی فیصلہ ہی کہ اب پہلا ہی نمبر ویلیو کیا جائیگا تاکہ جو نقصان ہونا ہی ایک ہی دفعہ ہو جاوے ورنہ تین تین نمبر دینے کے بعد ان کے ویلیو کی واپسی نہایت نقصان دہ ہے جس سے نہ صرف یہی نقصان ہوتا ہی کہ اتنے خریدار ونکے چندہ سے محروم رہتے ہیں اور پوسٹیج نقصان جاتا ہی۔ بلکہ جو جلدیں باقی رہتی ہیں وہ سب ناقص کہ پھر کسی مصرف کی رہتی ہیں نہ کسی کام کی

ہاں جو لوگ ۱۳ رجب کو خریدار ہوے یا جنکی خریداری ملا سے شروع ہوئی وہ سب اس سے مستثنی ہیں اونسے ابہی کسی طرح کا تخاطب نہیں۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی کا اصلی سرمایہ عہ ہزار قائم کیا گیا تہا اور امید کی گئی تہی کہ عہ فیصدی منافع تجارتی تقسیم کریں۔ مگر قوم کی ناتوجہی سے ہنوز معرض التوا میں ہی کیونکہ کل سرمایہ اتنا فراہم ہوا جس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

تاہم دفتر نے اس قلیل سرمایہ کو بیکار نہیں چھوڑا بلکہ چھوٹے پیمانہ پر کام شروع کر دیا ہے۔ تاریخ الاذان۔ تصحیح تاریخ عقل و تہذیب الحدیث۔ تین رسالہ اس سے شائع ہو چکا ہے اور مناظرہ امجدیہ حصہ دوم زیر طبع ہے حساب النسبکا آئندہ نمبر میں شائع ہوگا۔

حرمة الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

فعلوبہ ای رسول اللہ لتحدثنی اصبت ام اخطات فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبت بعضاً واخطأت بعضاً فقال اقسمت یا رسول اللہ لتحدثنی ما الذی اخطأت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تقسم اخرجہ البخاری ومسلم والدارمی وابوداؤد والترمذ

یعنی حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ ابو ہریرہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ سے بیان کیا کہ ہمنے آج کی شب خواب دیکھا ہے کہ آسمان پر ایک ٹکڑہ ابر کا نمایان ہوا جس سے مکھن اور شہد برس رہا ہے - اور لوگونکو دیکھا کہ ہاتھ بڑہا کر اوس سے لے رہے ہین کوئی کم کوئی زیادہ - پہر ایک رسیمان دیکھا جو آسمان سے زمین تک متصل ہے اپنے لوگونکو لیا ہے اور اوپر چڑہ گئے ہین - پہر دوسرے شخص نے اوسکو پکڑا اور اسپر چڑہ گیا - پہر تیسرے نے پکڑا وہ بہی چڑہ گیا - پہر چوتھے شخص نے پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی - پہر جوڑا اوسکو اور اسپر چڑہ گیا - ابوبکر نے کہا ہمکو چھوڑ دیجیے کہ اسکی تعبیر دین حضرت نے کہا اچھا تعبیر کہو ابوبکر نے کہا ظلہ (ابر) سے مراد اسلام ہے - شہد اور مکھن کی بارش سے مراد

فائدہ عظیمہ - مضمون حرمة الخمر مندرجہ اصلاح ۵ جلد ۲ صفحہ ۱ مین یہ عبارت درج ہے ابوبکر - عمر - ابو عبیدہ جو سقیفہ مین جا کر بانی خلافت ہو وہ سب ایک ہی شرابخانہ مین تہے - اور ابو طلحہ یہ وہی شخص ہین جنکو عمر صاحب نے قصہ شوری مین پچاس سوار سلاحپوش مقرر کیا تہا کہ اگر کوئی انکے خلاف کارروائی کرے تو اوسکی گردن اوڑا دینا - اسپر سوال کیا گیا ہے کہ اس واقعہ کا ثبوت کیا ہے اصل عبارت کتاب مع صفحہ لکہا جائے لہذا تعمیل فرمایش عرض ہے کہ یہ مضمون کچہ زیادہ تحقیق طلب نہین ہر کتب تواریخ اسکی معلوم ہے تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۳۴ مین ہے - وقال لابی طلحة الانصاری یا ابا طلحہ ان اللہ طالما اعز بکم الاسلام فاختر خمسین رجلاً من الانصار فاستحث

قرآن ہے اور اوسکی نرمی و شیرینی - زیادہ کم سے مراد قرآن کا زیادہ و کم لینے والا ہے - رسیمان سے مراد حق ہے جسپر آپ ہین کہ آپ اوسکو پکڑینگے اور خدا آپکو اوس سے بلند کریگا - اسیطرح دوسرا تیسرا بہی اوس رسی کو پکڑیگا اور وہ بہی اوپر چڑہ جائیگا تیسرے میں وہ رسی ٹوٹ گی اور پہر جٹ لی - یا حضرت فرمائے مینے صحیح تعبیر دی یا غلط حضرت نے فرمایا بعض صحیح بعض غلط - ابوبکر نے کہا ہم آپکو قسم دیتے ہین کہ بتائے مینے کیا غلطی کی حضرت نے فرمایا قسم ندو -

اس روایت سے آپ سمجہ سکتے ہین کہ یہ کس قسم کی جرات ہے کہ رسول اللہ کے سامنے ایک شخص خواب بیان کر رہا ہے اور وہ حضرت سے اوسکی تعبیر چاہتا ہے — حضرت ابوبکر بیچ مین اوچہل پڑتے ہین کہ کہتے ہین ہم تعبیر دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم سورہ حجرات

جس سے ہر شخص سمجہ سکتا ہے کہ یہ کس قسم کی جرات ہے کہ کوئی مسلمان تو نہین کر سکتا کیونکہ مسلمانون کا فرض تو یہ ہے کہ جو رسول اللہ کہین سنین اوسکی تعمیل کرین جو نہ معلوم ہو دریافت کرین - مگر نہین انہین یہ جرات ہتی کہ اپنی نبوت کا اظہار کرتے - اس پہلی غلطی کے بعد اونکا فرض یہ تہا کہ دیکھتے حضرت کیا فرماتے ہین - مگر اتنا صبر کہان

هولاء الرهط حتی یختاروا رجلا منهم وقال للمقداد بن الاسود اذا وضعتمونی فی حفرتی فاجمع هولاء الرهط حتی یختاروا رجلا وقال لصهیب صل بالناس ثلاثة ایام وادخل هولاء الرهط بیتا وقم علی رؤسهم فان اجتمع خمسة وابی واحد فاشدخ راسه بالسیف وان اتفق اربعة وابی اثنان فاضرب راسهما وان رضی ثلاثة رجلا وثلثة رجلا فحکموا عبد اللہ بن عمر فان لم یرضوا بحکم عبد اللہ بن عمر فکونوا مع الذین فیهم عبد الرحمن بن عوف واقتلوا الباقین ان رغبوا عما اجتمع فیه الناس فخرجوا فقال علی لقوم معه من بنی هاشم ان اطیع فیکم قومکم لم تؤمروا ابدا وتلقاه عمه العباس

عرب کی وحشت تو معلوم ہے پوچھتے ہیں بتائے مینے صحیح تعبیر دی یا غلط حضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا کچھہ صحیح ہے کچھہ غلط جو عام علوم کاہنین و منجمین کی شان ہے کہ غلط اور صحیح ملا رہتا ہے۔

اسپر ابوبکر صاحب قسم دینے لگے کہ مین آپکو قسم دیتا ہون بتائے مینے کہان غلطی کی ہے حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم اسی سے حضرت نے فرمایا قسم نہ دو۔

اس سے آپ سمجھہ سکتے ہین کہ ان لوگون مین جب رسول اللہ کے سامنے یہ جرأت تھی کہ خود ہر امر مین اقدام کرتے تو پھر آیندہ کیا کچھہ نہ کیا ہوگا؟

اب اس سے بہی بڑھکر سنئے کہ تاریخ الخلفا مین ہے اخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ رویا فقصہا علی ابی بکر فقال رایت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین ونصف قال یا رسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا الخ

یعنی حضرت نے ایک شب خواب دیکھا تو ابوبکر سے بیان کیا کہ ہمنے دیکھا ہے کہ ہم تم گویا دوڑ رہے ہین ہم تمسے ڈہائی زینہ آگے نکل گئے ہین ابوبکر نے کہا آپ ہمسے پہلے مرینگے اور ہم آپکے

فقال عدلت عنا فقال وما علمک قال فرضت فی عثمان وقال لو نوامع الاکثر فان رضی رجلان رجلا ورجلان رجلا فکونوا مع الذین فیہم عبد الرحمن فسعد لا یخالف ابن عمہ وعبد الرحمن صہر عثمان لا یختلفون فیولیہا احدہما الاخر فلو کان الاخران معی لم ینفعانی فقال له العباس لم ارفعک شیء الا رجعت الی مستاخرا لما اکرہ اشرت علیک بعد وفاتہ ان تعاجل الامر فابیت واشرت علیک حین سماک عمر فی الشوری ان لا تدخل معہم فابیت احفظ عنی واحدۃ کل ما عرض علیک القوم فقل لا الا ان یولوک واحذر ہولاء الرہط فانہم لا یبرحون یدفعنا

ڈھائی برس زندہ رہینگے۔

اس تعبیر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ انکے دلمین کیا کیا آرزوئین تہین کیا کیا حوصلے کہ حضرت کے موت کی خبر آپکے منہ پر بیان کر رہے ہین اور اسکی خوشخبری دے رہے ہین کہ ہم آپکے بعد ڈہائی برس تک زندگانی کرینگے۔

باقی آیندہ

عن هذا الامر حتى يقوم به لنا غيرنا وايم الله لا يناله الا بشر لا ينفع معه خير فقال علی اما لئن بقی عثمان لاذکرنه ما اتی ولئن مات ليتداولونه بينهم ولئن فعلوا ليجدنی حيث يكرهون ثم تمثل

حلفت برب الراقصات عشية ... غدون خفافا فابتدرن المحصبا
ليحتلبن رهط ابن يعمر فارسا ... نجيعا بنو الشداخ وردا مصلبا

والتفت فرای ابا طلحة فكره مكانه فقال ابو طلحة لن تراع يا ابا الحسن

تاریخ طبری مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵ جلد ۵

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ عمر نے ابو طلحہ انصاری سے کہا (جو قصہ گزرا جو اوس دن میں انکا شریک تہا) کہ پچاس آدمیوں سمیت ان پر تعینات رہنا کہ ایک کو اختیار کرین اور صہیب سے کہا کہ تم تین روز تک نماز پڑہانا اگر پانچ آدمی ایک رائے ہوں تو چھٹے کو قتل کر ڈالنا۔ اور اگر چار ایک طرف ہوں دو ایک طرف تو دو کو مار ڈالنا۔ اور اگر تین آدمی ایکطرف ہوں تین ایک طرف تو عبد اللہ بن عمر جس فریق کی رای دین اوسکو خلیفہ بنایا جائے۔ اور اگر اسپر بہی لوگ راضی نہوں۔ تو جس فریق مین عبد الرحمن بن عوف ہوں۔ وہ خلیفہ بنایا جائے۔ اور باقی سب قتل کئے جائین جب سب وہانسے نکلے تو جناب امیر نے اپنے قبیلہ بنی ہاشم سے کہا کہ جبتک ہم قوم کی اطاعت کرتے رہینگے کبہی ہمکو خلیفہ نہ بنائینگے اسکے بعد عباس سے ملاقات ہوی تو کہا کہ اسدفعہ بہی خلافت ہمسے گئی۔ پوچہا کیونکر کہا ہمارے ساتہہ عثمان کو شریک کیا ہے اور کہا ہے کہ جدہر غلبہ رہے ہو اودہر خلافت رہے پس سعد بن ابی وقاص اپنے ابن عم عبد الرحمن کے خلاف نہونگے عبد الرحمن بہنوئی عثمان کے ہین وہ انکے خلاف نہونگے

تو دو آدمی اگر ہمارے ساتہہ ہوئے بہی تو کیا فائدہ۔ انہین دو تو میں سے کوئی خلیفہ

حضرت عباس کہنے لگے ہمارے مشورہ کے خلاف کیا پہلے کہا تہا کہ رسول اللہ سے پوچہ لو تمنے انکار کیا (مطابق روایت ومعنی اہلسنت) بعد وفات رسول کہا جلدی کرو تمسے بیعت کرنے کو مگر تمنے

حسن الکلام

فی

تحقیق قول الامام

(یہ تحریر جناب صاحبزادہ مولوی حسن میاں صاحب حنفی خلف جناب شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کی ہے جو نہایت قابل قدر اور لائق غور و فکر ہے۔
"جہاں جہاں نمبر دیا گیا ہے اوسکے ساتھ اڈیٹر اصلاح کا حاشیہ بھی ضرور ملاحظہ فرمالے کہ محض تحقیق منظور رہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے مکرم جناب اڈیٹر اصلاح اصلح اللہ بالکم۔ تسلیم۔ میری گذارش کے جواب میں جناب نے جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی اور اصلاح بابت ماہ ربیع الاول میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے میں نے اوسے پڑھا۔ جواباً پھر کچھ عرض کرتا ہوں امید ہے کہ غور و انصاف سے ملاحظہ فرمائینگے۔ (۱)

(۱) میں اپنے بعض اُن الفاظ جنسے آپکو رنج پہونچا معذرت کے ساتھ واپس لیتا ہوں[(۱)] اور انشاء اللہ تعالیٰ حتی المقدور آیندہ بھی اس کا لحاظ رکھونگا۔ مگر مجھے امید ہے کہ آپ بھی اُن جملوں اور اُن کلمات سے جو میرے لئے رنجدہ اور دل شکن ہوں احتیاط فرمائینگے۔ خصوصاً صوفیائے کرام قدست اسرارہم کے متعلق نازیبا الفاظ لکھنے

اصلاح۔ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ ابھی فرقہ اہلسنت والجماعت میں کچھ ایسے افراد بھی ہیں جو علماء کے معزز لقب سے ملقب ہو سکیں۔ ورنہ ابھی تک تو وہی لوگ دیکھے جاتے ہیں جو علم کے ذریعہ سے کچھ کما لیتے ہیں۔ بہرحال پہلے تو ہم مولوی حسن میاں صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپنے اس تحریر کے ذریعہ سے علمائے اہلسنت کا نام بلند کیا پھر اسپر مبارکباد دیتے ہیں کہ انکا ر ولائے اہلبیت اطہار علیہم السلام میں آپ فرد ہیں خداوند عالم ولایت صادقہ عطا فرمائے۔

(۱) آپکی معذرت باکراس ذالمعین قبول ہے کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ اور مناظرہ کی غرض محض احقاق حق ہے نہ نفسانیت۔

کا ہمیشہ خیال رکھینگے۔ مگر اتنا عرض کرینگی مجھے اور اجازت ہو کہ اہل کوفہ کو جو مینے برا کہا اس سے آپکا رنج ہونا ایک تعجب خیز معاملہ معلوم ہوتا ہے میرے مکرم! آپ کتب مناظرہ کی طرف اسقدر متوجہ ہین کہ روایات کتب معتبرہ شیعہ سے بھی بیخبری ہوئی جاتی ہے یا شاید ادھر توجہ نہین فرماتے

(۲) چونکہ اس تحریر مین کوئی ذکر اہل تصوف کا نہ تہا۔ اسلئے مین نہین کہہ سکتا یہ فرمائیش کیون کی گئی تاہم خدا سے امید ہے کہ کوئی کلمہ ذاتی طور پر نہ کہوان بجز منقولات کے جس سے آپکو بھی غالباً شکایت نہو اور یہ بھی سمجھ رکھنا چاہئے کہ اگر ہم کسیکو کچھ کہہ نہین تو محض اخلاقاً نہین کہتے ورنہ بکل مخالفین دین پر کہنے کا ہمکو حق ہے بخلاف آپکے نہ آئمہ شیعہ کو کچھ کہہ سکتے ہین جنپر ایمان لانا آپکا جزو ایمان ہے نہ خود ہمکو آپ کچھ کہ سکتے ہین کیونکہ سادات ہین اور سادات کا ادب واجب ہے۔

(۳) مینے اہل کوفہ کو برا کہا تہا نہ مینے اس برا کہنے کو برا مانا۔ بلکہ آپنے یہ نسبت عقبہ بن سمعان یہ لکھا تہا وہ ایسے نالائق کی روایت اور اسکے قول پر اعتبار بجز اہل کوفہ اور کوفہ پرستونکے کوئی دیانتدار مسلمان نہین کرسکتا۔ جس سے صاف اشارہ تہا اسکی طرف کہ خدانخواستہ آپنے مجھے اہل کوفہ اور کوفہ پرستونسے شمار کیا۔ اسی بنیاد پر یہ عرض کیا تہا کہ مجھے آپسے ایسی امید نہ تہی“ اور آخر مین عرض کیا کہ اس روایت پر اعتماد کرنے والے علامہ ابن اثیر جزری ہین مورخ تاریخ کامل میرا اسمین کیا قصور ملاحظہ ہو صفحہ ۵ سے

آپ خود غور کرسکتے ہین کہ کوفہ پرست کا لفظ کسی مسلمان کیلئے کسقدر دلشکن اور رنجدہ ہوسکتا ہے اور قائل اس جملہ کا درگاہ جناب احدیت سے کس جزا کا مستحق

ہوگا یا مگر یہ مجھے آپ مذمت اہل کوفہ سے نا واقف سمجھتے ہین اسپر بھی شکریہ ادا کرتا ہون۔ مگر اسپر تو آپ خود غور کرسکتے ہین کہ اگر مین اونکو مذموم نہ سمجھتا تو اسکی شکایت کیون کرتا کہ آپنے مجھے اہل کوفہ سے قرار دیا۔

اہل کوفہ کی شکایت مین جو کلمات آپنے نقل فرمائے ہین وہ ایک قطرہ ہے دریا کے ذخار سے بلکہ ایک ذرہ ہے صحراے ناپیداکنار سے مگر غور فرمائیے تو اہل مدینہ کا درجہ اونسے بدتر ہوا ہے خود قرآن مجید مین خداوند عالم فرماتا ہے ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق

(۳)

جناب عالی نے اہل کوفہ وہ بدنہاد تھے کہ خود حضرت امیر المومنین ولیعسوب المتقین سلام اللہ علیہ برسر ممبر اُن بے وفاؤں کا شکوہ کرتے تھے۔ آپکے والد ماجد شارح نہج البلاغہ مین لکھ گئے کہ اسی شرح مین آپ ان خطبات کو پڑھ لئے ہوتے۔ سیدنا امام حسن علیہ السلام کو جو

پھر مذہب صحابہ پر آپکا ابقا و قیام حیرت خیز ہے جنمین اکثر و نکا منافق ہونا بدیہیات جلیہ سے ہے ہمکو تو نہ اہل کوفہ سے تعلق ہے نہ اہل مدینہ سے۔ بلکہ اہلبیت رسول سے تعلق ہے جنکے بارے مین حضرت نے فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی مگر آپکا مبالغہ کرنا بلا ضرورت مذمت اہل کوفہ مین نہایت حیرت خیز ہے کیونکہ اہلسنت نے زیادہ تر اسی وجہ سے اہل کوفہ اپنا امام و مقتدا بنایا کہ وہ مخالف آئمہ اطہار تھے۔ پھر کوئی شخص مدعی حنفیت ہو کر مذمت اہل کوفہ بیان کرے تو تعجب ہے حالانکہ اہل کوفہ کی یہ تعظیم کی گئی ہے کہ۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن نے ایک خاص کتاب لکھی جسکا نام اختلاف اہل المدینہ والکوفہ رکھا جس سے معلوم ہوا کہ اہل کوفہ ایسے معظم تھے کہ اونکا اختلاف کرنا اہل مدینہ سے اس قابل ہوا کہ کتاب کا نام ہی یہ رکھا جائے چنانچہ دراسات اللبیب مین ہے۔

ومن اعظم الجفاء علی تسمیۃ محمد بن الحسن الشیبانی لمصنفہ کتاب اختلاف اھل المدینۃ والکوفۃ وعندی ھذہ التسمیۃ یمجہا سمع کل من اہل شارکنا فی منھلنا ثم لو فتشت ذلک الکتاب من اولہ الی آخرہ لعلک لا تجد فیہ

یعنی سب سے بڑی جفا یہ ہے کہ محمد بن حسن شیبانی نے اپنی کتاب کا نام اختلاف اہل المدینۃ والکوفہ رکھا۔ حالانکہ یہ نام میرے نزدیک ایسا ہے کہ ہر سننے والا اوس سے کراہت کرے۔ پھر اگر پوری کتاب کو دیکھ جاؤ تو ایک قول بھی ایسا نہ ملیگا جسمین اہل مدینہ کی رائے کی نصرت کی گئی ہو۔ پس جبکہ اسلاف حضرات

قولا ناصر الرای لاھل المدینۃ احناف نے اہل کوفہ کی یہ عزت کی ہے۔ تو انکی مذمت کہانتک آپ کرسکتے ہین۔ بہرحال ہم لوگ شیعیان حیدر کرار تو اہل کوفہ کو ویسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ آئمہ اطہار علیہم السلام نے فرمایا خدا کرے آپکے اہل مذہب بھی ویسا ہی سمجھیں جیسا کہ آپنے لکھا ہے

جو مصیبتین ان اشقیا سے پہونچین کاش اوسی کو آپ بحار الانوار و جلاء العیون وغیرہ کتب مصائب مین پڑھ لیتے۔ اور حضرت سید الشہداء روحی لہ الفداء نے جو الفاظ ان ظالمون کو کہے وہ بھی وہان درج ہین۔ اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے کربلا سے معاودت کے وقت کوفہ مین جب ان اشقیاء کو گریہ و بکا کرتے دیکھا تو فرمایا تھا انکم تبکون علینا فمن قتلنا غیرکم یہ خطبہ اور یہ جملہ عامہ کتب مصائب مین مندرج ہے اور جاحظ نے بھی کتاب البیان و التبیین مین خزیمہ اسدی سے اسکو نقل کیا ہے یہ کافی ثبوت ہے کہ قاتلین حسین ع بھی اہل کوفہ تھے جو پیچھے کو ان پر ماتم کرتے تھے۔ اور حضرت زینب ع اپنے خطبہ مین فرماتی ہین یا اھل الکوفۃ یا اھل الختل والغدر اتبکون فلا سکنت العبرۃ ولا ھدأت الرنۃ (الی قولھا) ولبئس ما قدمت لکم انفسکم ان سخط اللہ علیکم وفی العذاب انتم خالدون۔ (۴)

یہ خطبہ اس مخدومہ کی زبان سے اہل کوفہ کے جہنمی اور ان کے لئے عذاب مخلد ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ اور اگر آپ کو اپنے متاخرین علماء کے اقوال سننے ہین تو سنئے۔ ملا باقر مجلسی تذکرۃ الائمہ مین حضرت سید الشہداء کے ذکر مین ملاعین کوفہ فرماتے ہین۔ اور امام باقر علیہ السلام کے تذکرہ مین جہان حضرت زید شہید کا ذکر کرتے ہین۔ فرماتے ہین ❊ بدانکہ اہل کوفہ با دعواے تشیع ہمہ منافق بودند و با جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام و جناب حضرت امام حسن علیہ السلام و جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کردند وچہ کردند ظاہر معلوم بر ہمہ کس است و دشمن بنی امیہ ہم بودند (تذکرہ موجودہ کتبخانہ پٹنہ) اور جناب مجتہد علام تشیید المبانی مین "کوفیان ناہنجار" فرماتے ہین (ص۱۵۸)۔

اب آپ ہی انصاف کرین کہ ایسے دار البوار و الفتن کو اگر مین برا کہون تو کیا خطاکار ہونگا۔ مگر معہذا اگر آپ کو اس سے رنج ہوتا ہو تو مین آیندہ ایسا نکرونگا۔

(۳) مبغض (۴) کو ساب و لاعن اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے کفر مین بے شک اختلاف ہے اور یہ گو امام مالک و دیگر آئمہ دین نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے اور بہتیرے فتاوی حنفیہ مین بھی کفر کا فتویٰ موجود ہے مگر اور اکابر امت و محققین

(۴) لعن وصحابہ کے بارے مین آپکی تقریر نہایت متین ہے مگر آخری فقرہ "مگر یہ امر تو قطعی و یقینی ہے کہ کافہ اہلسنت کے عقیدہ مین مبغض و لاعن شیخین وغیرہما فاسق و گمراہ و بددین و مبتدع ضرور ہے" محل نظر ہے کیونکہ اصلاح ۱۳ مین اسکی بحث ہو چکی ہے "سب الشیخین لیس بکفر کما صححہ ابو الشکور السلمی کہ سب شیخین کفر نہیں ہے۔ تو اب اوسپر لفظ فاسق و گمراہ کے اضافہ کی ضرورت نہین ہے۔

مگر افسوس کہ آپنے اسپر غور نہین کیا کہ مینے اس تحریر پر آپکی کیون تعرض کیا۔ اسکی اصلی وجہ یہ تھی کہ سائل کا سوال جو اصلاح ۱۲ بابت ذیحجہ مین شایع ہوا۔ وہ صرف اس بارہ مین تھا کہ جناب امیر و اہلبیت طاہرین ؑ کی شان مین ایسے کلمات جایز ہین یا نہین۔ آپنے اوسکے جواب مین بلاوجہ خلفائے ثلثہ کو بھی شامل کرلیا۔ حالانکہ سائل جو خود سنی ہے وہ اس امر کو ظاہر کر رہا ہے کہ فرقہ اہلسنت مین تبرا بازی ناجائز ہے یہانتک کہ خلفائے ثلثہ پر تبرا کرنے والا فوراً کافر قرار دیا جاتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲

(۵)

پس چونکہ بلا ضرورت آپنے خلفائے ثلثہ کو بھی اپنی تحریر مین شامل کیا تھا۔ اسلئے اسقدر عرض کرنا ضروری ہوا کہ بقاعدہ اہلسنت بھی سب شیخین موجب تکفیر نہین امام غزالی فیصل التفرقہ مین لکھتے ہین واعلم ان الخطاء فی اصل الامامۃ وتعیینہا وشروطہا وما یتعلق بہا لا یوجب شیء منہ تکفیرا فقد انکر ابن کیسان اصل وجوب الامامۃ ولا یلزم تکفیرہ ولا یلتفت الی قوم یعظمون امر الامامۃ ویجعلون الایمان بالامام مقرونا بالایمان باللہ وبرسولہ ولا الی خصومہم المکفرین لہم بمجرد مذہبہم فی الامامۃ فکل ذلک اسراف ص۱۲ مطبوعہ مصر

پس جب نفس امامت و خلافت ہی واجب نہین تو اسکے اختلاف سے تکفیر و تبدیع کیونکر لازم آئیگی اور اگر عام صحابہ کی نسبت آپکا کلام قبول کیا جائے تو پھر خلفائے ثلثہ کیحالت اور بھی خطرناک ہو گی کیونکہ سب صحابہ بلکہ قتل و حرب صحابہ مین انکا حصہ بہت عظیم ہے۔

دیکھا طین اسمین احتیاط کرتے ہین - مینے بہی کفر کا لفظ نہین کہین استعمال کیا اور نہ میرا یہ مقصود ہے کہ ایسے لوگ تمام اہل سنت کے نزدیک کافر اور بالکل خارج از دائرہ اسلام ہین - مگر یہ امر تو قطعی و یقینی ہے کہ کافہ اہل سنت کے عقیدہ مین مبغض و لاعن شیخین وغیرہما فاسق و گمراہ و بددین و مبتدع ضرور ہین مینے جو اظہار عقیدہ اہل سنت مین ایسے الفاظ لکہے ہین وہ بے جا نہین ہین - اور آپ کی پیش کردہ عبارتین نہ میرے مضر ہین اور نہ آپ کو مفید - بس زیادہ گفتگو کی اسمین ضرورت نہین

(۳) مین ابن تیمیہ کی بے جا حمایت ہرگز نہین کرنا چاہتا اور نہ انکی پاسداری و

---

(۵) اس مضمون مین حق یہ ہے کہ آپنے بڑی محنت کی - مگر آپنے اسپر نہ غور کیا کہ عامہ اہلسنت کا رویہ حضرات اہلبیت طاہرین اور اونکے اعداء کے ساتہہ کیا رہا ہے - مین بطور تشنیع نہین کہتا بلکہ چونکہ آپکو با فہم اور انصاف پسند پاتا ہون اسلئے اسقدر کہنے کی جرءت ہوی کہ آپنے اچہی طرح ملاحظہ کیا ہوگا کہ علماے اہلسنت کا طریقہ اس بارہمین زیادہ تر یہی رہا ہے کہ جہانتک ہو سکے جرم یزید کو خفیف کرین اس سے اون روایتونکو زیادہ معتمد بناتے ہین جسمین یہ پہلو رکہا گیا ہے - چنانچہ آپنے خود اخبار الفقہ مورخہ ۲۱ مئی مین اپنا وہ مضمون شایع کیا ہے جسکا عنوان "حضرت یزید پلید علیہ ما یستحقہ" ہے اوسکا یہ فقرہ اہل فہم کے لئے کافی ہے "قبل اسکے کہ مین اپنے اس اصلی بحث کا سلسلہ شروع کرون یہ عرض کئے دیتا ہون کہ یہ علامہ ابن تیمیہ کا ذاتی خیال فاسد ہے اور عامہ اہلسنت بلکہ عامہ اہل اسلام کو اوس سے کوئی سروکار نہین اہلسنۃ والجماعۃ تو یزید کو ملعون و شقی ازلی سمجہتے ہین اور جو شخص اسکی ہواخواہی و پاسداری کی طرف مائل ہو انکو یون کہتے ہین کہ شعر - روز حشر شود ہمچو صبح معلوم مت کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور - لیکن نہایت افسوس سے مجہے یہی عرض کرنا پڑتا ہے کہ بعض حضرات غیر مقلدین (اہلحدیث) آج بہی اپنے مقتدا و پیشوا علامہ ابن تیمیہ کی اندہی تقلید کرکے انکے ہم خیال بنتے ہین افسوس

حضرات اسپر یزید کی مغفور ہونے کا گمان کیا گیا ہے اور جس دلیل سے اس مدعا غلط کو

(۶)

ہو خواہی میرا مقصود ہی نہ بلکہ میری غرض تحقیق واقعہ ہے۔ اور نہ یہ کہ جن باتون
کو فریقین کے علماء و مورخین نے اپنی کتابون مین ذکر کیا ہو اس کو محض ابن
تیمیہ کی افترا و اختراع کہدینا کس قدر ناانصافی و زبردستی ہے۔ یہ مسلم ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴ کو ثابت کیا جاتا ہے وہ صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے جو جلد اول کتاب
الجہاد باب ماقیل فی قتال الروم صفحہ ۴۱۰ مطبوعہ دہلی مین اسطرح مرقوم ہے "
یہ پوری عبارت آپکی ہے اصلاح کی تحریر مین جو تحقیق کی داد دی ہے نہایت قابل قدر ہے
جو ... مین شایع ہو چکی ہے۔ ... مین اصلاح کے متعلق
جو کچھ لکھا گیا ہے اوسکی بھی حقیقت ظاہر کر دی گئی
مگر میرا مقصود اس یاددہی سے یہ ہے کہ آپنے خود خیال کیا ہوگا کہ اہلسنت مین نہ
کلیۃ بلکہ عموماً کدہر میلان رہا ہے کہ جسطرح ہوسکے حرم یزید کو ہلکا کرین یہانتک کہ خود صحیح
بخاری مین ایک خاص حدیث ہی اسکے لئے لکھی گئی جسکی حقیقت کو آپنے خود ظاہر
کیا ہے اور اسکے علاوہ بہت سی احادیث ہین جنمین یہ پہلو رکہا گیا ہے اور انشاء اللہ تنقید
بخاری مین اوسکی پوری بحث آپ ملاحظہ فرمائینگے۔ تو آپ خود قیاس کرسکتے ہین کہ اس
روایت پر کیون ترور دیا گیا۔ حالانکہ آپ خود لکھتے ہین کہ یہ مسلم ہے کہ فریقین کی کتابون
مین دونون قسم کی روایتین موجود ہین" تو جب بقول آپکی دونون قسم کی روایتین
فریقین کے یہان موجود ہین تو ایک کو دوسری پر ترجیح دینا ضرور کسی غرض سے ہوگا۔
فرقہ شیعہ تو معلوم ہے کہ وہ آئمہ ع کو معصوم جانتے ہین اور محققین اہلسنت بہی محفوظ مانتے
ہین لہذا کسی ظلم کا الزام نہ آنے دینگے۔ اسکے مقابلہ مین اہلسنت کو سمجھئے نہ کلیۃ بلکہ عموماً
کہ وہ زیادہ تر اونہین روایتون پر زور دیتے ہین جس سے اون اون حضرت کی شان مین
کچھ نقص آئے نہ ...
مین آپکی نسبت کچھ نہین کہ سکتا کیونکہ مجھے اسکا یقین ہے اظہار و لاے آئمہ اطہار ع
مین آپ معتقدات فرماتے ہین خدا تمامی اہلسنت کو اسکی توفیق عطا فرمائے کہ اس مادہ میں
آپکے ہم خیال ہوجائین۔

(۷)

کہ فریقین کی کتابون مین دونون قسم کی روایتین موجود ہین لیکن اہمیت

امر یہ ضرور عرض کرونگا کہ اس تحریر مین آپکو سخن پروری کا خیال آگیا ہے جو اوس راہ
پر آپ چل رہے ہین جس سے ابن تیمیہ کی تصدیق ہو کیونکہ آپکا نفس ناطقہ اوسکی کثرت
معلومات سے متاثر ہو گیا ہے۔ اسیوجہ سے آپنے اپنی تحریر مطبوعہ الفقہ مین باوصف اختلاف
رائے ابن تیمیہ کا ادب کیا ہے۔ حالانکہ آپکو معلوم ہے کہ اکثر علمائے اہلسنت نے اوسکو منافق
کہا ہے اور ناصبیت وخارجیت مین تو کوئی عذر ہی نہین۔ تو اب آپ خود انصاف فرمائیں
کہ وہ روایت قبول کرنا جس سے کسیطرح نقص و دہن کا شائبہ پیدا ہو اعقلاً جائز ہے
حالانکہ بقول آپکے دونو قسم کی روایتین فریقین مین موجود ہین۔

مین اسکو قبول کرتا ہون کہ اگر جناب امام حسینؑ نے یہ فرمایا تو ان اشقیا کی اور بھی
شقاوت ظاہر ہوی اور حضرت کی مظلومیت اور بھی نمایان ہوئی۔ مگر جو شخص حضرت
کی سیرت و رفتار پر ابتدائے سفر سے غور کرسکتا ہے اوسکا وجدان سلیم گواہی دیگا کہ ہرگز
حضرت نے یہ کلمہ نہ فرمایا ہوگا کیونکہ جب حضرت نے اسکو نہ گوارا فرمایا کہ مثل عبداللہ (۸)
ابن زبیر مخفی طور پر مدینہ سے نکلجائین یا ولید بن عتبہ سے کسی قسم کا حیلہ حوالہ فرمائین تو یہ
کب ممکن تھا کہ حضرت اسکا اقرار فرماتے مین یزید کے ہاتھ مین ہاتھ دونگا۔ مگر یہ کہا جائے
غایت الامر حجت مقصود تھا لکنہ غیر سدید

آپکے پہلے مین اوس خط و کتابت کی طرف متوجہ کرتا ہون جو جناب امام حسینؑ اور
عمرو بن سعید والی مکہ مین ہوا تاریخ طبری مین ہے صفحہ ۲۱۹ جلد ۲ مطبوعہ مصر

کان کتاب عمرو بن سعید الی الحسین بن علیؑ بسم اللہ الرحمن الرحیم
من عمرو بن سعید الی الحسین بن علیؑ اما بعد فانی اسال اللہ
ان یصرفک عما یوبقک وان یھدیک لما یرشدک بلغنی انک
قد توجھت الی العراق وانی اعیذک باللہ من الشقاق فانی
اخاف علیک فیہ الھلاک وقد بعثت الیک عبداللہ بن جعفر
ویحیی بن سعید فاقبل الی معھما فان لک عندی الامان والصلۃ

مناظرہ اہل حدیث

اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے اپنے پرچہ ۹ صفر مین ہمارے بعض مضمون کا جواب بلحاظ بعض احباب دیا ہے ورنہ مثل مضمون عداوت انبیاء کے اس کے جواب سے بھی سکوت اختیار کرنا چاہتے تھے ہرچند کہ اہل علم پر ظاہر ہے کہ یہ سب معمولی باتین ہین جسکے جواب مکرر ہو چکے مولوی صاحب جو مضمون کسی کتاب مین دیکھتے ہین بدون اسکی جوابات کے دیکھے اخبار مین لکھدیتے ہین کیونکہ ان کو تحقیق حق تو منظور نہین فقط رونق اخبار مقصود ہے یہ مضمون خلافت راشدہ بھی تقلید مولوی قادیانی کی ہے جسکا جواب ہو چکا پھر اسکا جواب لکھنا بیکار ہے مگر چونکہ خود تحریر فرمایا ہے کہ اس جواب کو بھی بالمشافہہ گفتگو کی طرح نہ ٹلائین گے لہذا باوجود قلت فرصت وکثرت موانع تعمیل انکے ارشاد کی کیجاتی ہے مولوی صاحب فرماتے ہین "اگر شیعہ علماء منظور کرین تو قرآن شریف سے اپنے دعوی خلافت بلافصل کا ثبوت دین اور ہمارے دعوی کا ثبوت ہم سے لین" مولوی صاحب جب خلافت آپکے نزدیک منصوص نہین تو آپ اپنے دعوی کا ثبوت قرآن مجید سے کیا دیتے ہین خود حضرت ابوبکر نے تو اپنے دعوی خلافت پر کوئی ثبوت قرآن مجید سے پیش نہین کیا بلکہ انصار کے مقابلہ مین الائمۃ من قریش سے استدلال لائے اور جناب امیر علیہ السلام کے مقابلہ مین اجماع صحابہ سے تمسک کیا اور اسی اجماع پر ہمیشہ مدار اہل سنت رہا تا آنکہ بعض متعصبین نے توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ پر عمل کرکے قرآن وحدیث سے اسکو ثابت کرنا چاہا حدیثین وضع کین قرآن مجید مین تاویلین شروع کین اور آپ بھی ان کی تقلید کرتے ہین کاش اس بارہ مین آپ حضرت ابوبکر کی تقلید کرتے تو افترا بر خدا و رسول سے محفوظ رہتے۔ پھر لکھتے ہین "آنحضرت نے مرض الموت مین حضرت عائشہ کو فرمایا ادعی لی اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر یعنی اپنے باپ اور بھائی کو بلا کہ مین نوشتہ لکھدون پھر فرمایا خیر لکھنے کی حاجت ہی کیا ہے خدا کو اور مسلمانون کو سوائے

ابوبکر کے کوئی پسند نہو گا۔ مولوی صاحب! بتانا فرمائیے کہ اس حدیث کا یہی ترجمہ ہے پھر فرمایا
خیر لکھنے کی حاجت ہی کیا ہے کس لفظ کا ترجمہ ہے جسکی نسبت آپ حضرتؐ کی طرف کرتے ہیں کیا
من کذب علیّ متعمداً فلیتبوء مقعدہ فی النار پر آپ کا عمل نہیں اس حدیث
کا ترجمہ و مفہوم تو بہت صاف ہے آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے باپ اور بہائی کو بلالے
کہ میں نوشتہ لکھدوں اور اس کی وجہ اپنے یہ بیان فرمائی کہ مجھے خوف ہے کہ کوئی
شخص تمنائے خلافت کرے اور کہے کہ میرے سوا اور کوئی شخص مستحق خلافت نہیں۔
حالانکہ خدا اور مومنین سوائے ابوبکر کے اور سے انکار کرینگے پس نہ لکھنے سے جس امر کا
خوف آنکو تہا اسکا ظہور ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام نے تمنائے خلافت کی اور فرمایا کہ
میرے سوا اور کوئی اسکا مستحق نہیں جیسا کہ کتب تواریخ وغیرہ سے ظاہر ہے اور خود
بہی حضرت نے خطبہ شقشقیہ میں فرمایا ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے اور علامہ ابن
ابی الحدید نے اسکی تصحیح کی ہے کنت منہا بمنزلۃ القطب من الرحی ولکن
تقمصہا ابن ابی قحافہ جسکا نتیجہ ہوا اسوقت اکثر صحابہ ان کی خلافت
سے انکاری تھے جن بجملہ منع زکوۃ جہاد کیا گیا اور صدہا خون ناحق ہوئے جس میں سے
بعض کا خون بہا ادا کیا گیا اور اب تک کروڑوں مسلمان ان کی خلافت سے انکاری
ہیں اگر حضرت لکھدیتے تو نہ کوئی خلافت کا دعوی کرتا نہ یہ تفرقہ پڑتا مولوی صاحب
فرماتے ہیں کہ میں کلکتہ کے سفر میں بنارس اترا تو خیال آیا کہ حکیم صاحب کو اس مضمون
کا جواب بالمشافہہ دیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے میں ہمراہی مولوی ابو رحمت
صاحب مولوی منیر خان صاحب مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی حکیم صاحب
کو ملنے گئے اور چاہا کہ ذکر چہیڑ دیں مگر حکیم صاحب ہر طرح پہلو بچاتے رہے مولوی
صاحب راست گوئی کی عادت کہاں لے البتہ اوّلاً میں نے عرض کیا تہا کہ آپ کا روئے سخن
کل شیعوں سے تہا اور میں نے بہی جواب کل شیعوں کی طرف سے دیا تہا پھر مجھ سے تنہا بالمشافہہ
گفتگو کرنے سے کیا نتیجہ جواب تحریری بذریعہ اخبار دیجئے کہ سب مطلع ہوں علاوہ اسکے
آپ ہی انصاف کریں کہ آپ تو ہمراہی تکمۂ تشریف لائے جو آپ کے ہم مذہب و معاون

تھے اور مین تنہا تھا پھر مجالمہ کون کرتا مگر بعد اس کے پھر عرصہ تک باتین ہوئین جسکو آپنے کسی
مصلحت سے نہین لکھا حسب دستور مجھے یاد ہے آپکو یاد دلاتا ہون آپنے فرمایا کہ مابہ الاختلاف سنی
و شیعہ مین خلافت ہے اور حدیث ثقلین کے مختلف مین قرآن مجید مین اتفاق ہے لہذا اوسی سے
خلافت کو ثابت کرنا چاہئے اور حدیث کا ذکر نہ آئے مین نے عرض کیا کہ مابہ الاختلاف شیعہ و
سنی مین فقط خلافت نہین بلکہ قریب قریب کل مسائل اصولیہ و فروعیہ مین اختلاف ہے اور حدیث
کا ماننا بھی ضروری ہے اور آپکے یہان موجود ہے کہ حضرت رسالتمآب نے فرمایا کہ عنقریب ایک
شخص متکبر کو دیکھوگے کہ کہیگا حسبنا کتاب اللہ (آپ سمجھ تو گئے ہونگے) اور ہرگز نہ کافی
ہوگی اسکو کتاب اللہ جسقدر کتاب اللہ مین ہے اسیقدر مین اور بھی عطا کیا گیا ہون
اور ثقلین مین قرآن مجید اگرچہ ایک ہے مگر فریقین بلکہ کل فرقہ امت محمدیہ کے اسی قرآن
مجید سے استدلال لاتے ہین پھر فیصلہ کیونکر ہوگا بقول ناصر علی - بہقا دو دو ملت
گردش چشم تو بسا زد بہ بیک پیمانہ رنگ کردہ یک شہر مجملہا - خلافت تو بڑی چیز ہے
اول قاعدۃ کسرت فی الاسلام ایک وضو کا فیصلہ تو پہلے آپ قرآن مجید سے کر دیجئے
جو روزانہ حضرت پانچ مرتبہ کرتے ہونگے اور خود قرآن مجید مین خداوند عالم نے اسکو کس
تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ بالاتفاق اس سے زیادہ کوئی آیت محکم نہین مگر برعایت مذہب
آخر اسمین بھی تاویل کرکے غسل یا ایجاد ہی کر لیا علاوہ اس کے آپکے کل علما مدار خلافت
کا اجماع و استخلاف و قہر و استیلا پر رکھتے ہین اور آپ انکے خلاف اسپر دلیل قرآنی
پیش کرکے خرق اجماع کرتے ہین آپنے فرمایا کہ مین اس مین سبکا مخالف ہون اور قرآن
مجید سے اسکا ثبوت چاہتا ہون مین نے کہا کہ خیر مطلق خلافت جناب امیر علیہ السلام
تو آپکے نزدیک بھی بضمن خلفاء اربعہ قرآن مجید سے ثابت ہے باقی بلا فصل ہونیکے لئے آیہ یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس کافی ہے یعنی اے رسول پہونچا دے اس پیغام کو جو تیرے رب کیطرف
سے بھیجا گیا ہے اور اگر نہ پہونچایا تو نے پس نہ پہونچایا رسالت کو اور خدا تجکو شر سے لوگون کے
بچائیگا اور وہ پیغام وہی خلافت و ولایت امیر علیہ السلام ہے جسکو جناب رسالتمآب نے

آخر عمر مین حجتہ الوداع سے واپس تشریف لاتے غدیر خم مین شدت دھوپ مین کجاوون کا منبر
بناکے لاکھ آدمی کے روبرو پہونچایا اور جناب امیر کو بلند کرکے سب کو دکھلایا اور فرمایا کہ کیا
مین مومنون کے نفس کا اولی بالتصرف یعنی حاکم نہین ہون لوگون نے کہا کیون نہین آپنے
فرمایا جسکا مین مولی ہون اسکا علی بھی مولی ہے اور حکم کیا کہ حاضرین غائبین کو اس امر اہم
سے مطلع کرین اور سب سے مبارکباد دلوای تا آنکہ حضرت عمر نے فرمایا کہ مبارک ہو ای علی کہ آج تمنے
ایسی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولی ہو اور یہ صاف تکلیف و بے ہودی ہے
جو ادنی خیال سے ظاہر ہوتی ہے اور سخت تعصب اور نا انصافی ہے کہ مولی کے معنی اولی بالتصرف
اور حاکم کے نہ لیے جائین بلکہ محبوب وغیرہ کے لئے جائین کیونکہ محبت کیلئے آیہ مودت مومنین اور
مودت اقربای رسول اور احادیث محبت علی علیہ السلام کافی تھی پھر ایسے اہتمام و تمہید
کی کیا ضرورت تہی اور اسیلئے ہم معنی لفظ ولی ہے جسکے ساتہہ دوسری حدیث مین لفظ بعدی بھی
موجود ہے وہو ولی کل مومن و مومنۃ بعدی جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حاکم مومنین و مومنات
ہین میرے بعد اور بالفرض اگر مولی محبوب بہی لئے جائین تو معمولی محبوبیت تو ہو گی نہین بلکہ مثل
خدا و رسول کے انکی محبوبیت ہو گی اور اطاعت ان کی واجب ہو گی ورنہ محبت خدا بیکار
ہو گی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ولنعم ما قیل ؎ بحث در معنی من کنت مولی
میکنی محبت - علی مولی بآن معنی کہ پیغمبر بود مولی + اور حسب روایت درمنثور ابن
مسعود اس آیت مین بعد ما انزل الیک من ربک کے ان علیاً مولی المومنین بھی پڑہتے
تھے جس سے اور استدلال ہمارا قوی ہوتا ہے اور تفصیل اس استدلال کی کتب مطولہ
مین موجود ہے آپکو تحقیق منظور ہو تو دیکھہ لیجئے اسوقت اسکے بیان کی گنجائش نہین آپنے فرمایا
اس آیت سے یہ ظاہر نہین ہوتا بلکہ اگر ما انزل سے پیغام خاص مراد ہو تو معنی آیہ کے مہمل ہو جاتے
یعنی اے رسول پہونچا دے اس پیغام کو اور اگر نہ پہونچایا تو نے اس پیغام کو تو نہ پہونچایا
تو نے اس پیغام کو اور یہ مہمل ہے مینے کہا کہ رسالت کا ترجمہ پیغام خاص سے کیون کرتے ہین
بلکہ وہان مطلق رکھیے یعنی اگر اس پیغام خاص کو نہ پہونچایا تو مطلق رسالت نہین پہونچائی
اسپر آپ ہنسے اور فرمایا کہ امامت نہ پہونچانے سے حضرت کے رسالت ہی صحیح نہوتی مینے

کہا بیشک جسطرح رسالت تتمہ توحید ہی کہ بدون اقرار رسالت کے مقبول نہین اسیطرح امامت
بہی متمم رسالت ہے آپنے فرمایا کہ مین اسکو نہین مانتا بلکہ اسی آیت مین ما انزل الیک ہے
اور ما کا مدخول عام ہوتا ہی لہذا ما انزل سے کل قرآن مجید مقصود ہی کیونکہ کل قرآن مجید مین
جہان جہان ما انزل آیا ہے اس سی تمام قرآن مقصود ہے حدیث مین ہی الآیات تفسیر بعضہا
بعضاً مینے کہا کہ حدیث کا ذکر آپنے اپنے وعدہ کے خلاف کیا اور ما کا مدخول ہمیشہ عام ہو
اور ما انزل سے ہر جگہ کل قرآن مجید مقصود ہو اسکو مین نہین مانتا اور فی الواقع اگر اس
جگہ ما انزل سے کل قرآن مقصود ہو تو ثابت ہوگا کہ معاذ اللہ جناب رسالتمآب نے
اس سے پہلے جو قرآن نازل ہوا تہا اسکو پوشیدہ کیا تہا جب اسقدر تاکید کی گئی اور
وعدہ حفاظت تو ظاہر کیا وہو کمانری یا یہ کہئے کہ یہ پہلا آیہ ہی جو نازل ہوا ولم یقل بہ
احد اور مدخول ما کا ہر جگہ عام ہونا بہی ضرور نہین قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا
من عمل فجعلناہ ہباء منثورا۔ یعنی متوجہ ہونگے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہین
کافرون نے پس کر دینگے اسکو غبار پراگندہ پس مدخول ما کا اگر عام ہو تو یہان عمل سے
کل عمل کفار صالح ہون یا طالح مراد ہون جسمین کفر و شرک بہی داخل ہوگا جس کے مٹنے
ان کی نجات ہونی چاہیئے لہذا فقط عمل صالح مقصود ہوگا اور وہ خاص ہی اور ہر
جگہ ما انزل سے کل قرآن مجید مقصود ہونا بہی ضرور نہین واذا سمعوا ما انزل الی
الرسول مین ما انزل سے وہی آیات سورہ مریم مقصود ہین جو نجاشی کے روبرو
پڑہی گئین تہین جسکو سنکر وہ رونے لگے تہے اسکے بعد آپ یہ فرماتے ہوئے اوٹہہ کہڑے ہوئے
کہ یہ سب خیالات تمہارے دماغ مین جاگزین ہوگئے ہین اسوجہ سے اس آیت کے معنی بہی
انہین خیالات کے موافق سمجہتے ہو اسی اثنا مین ایک مذاق بہی ہوا تہا مولوی
ابو رحمت صاحب نے مجہسے فرمایا کہ کیون دوست تہے اس مذہب کو کیون اختیار کیا مینے
کہا کہ متاع نیک ہر دوکان کہ باشد جو بات جہان کی اچہی ہو اسکو لینا چاہیئے
ایمان و محبت اہلبیت شیعون سے اور تقوی و عبادت سنیون سے اور ذکر خدا فقرا
سے مینے پسند کیا اسپر آپنے فرمایا کہ اب تم مغلوب ہوگئے کیونکہ نجات تقوی پر ہے اور ایمان

آپنے ایک آیت پڑہی جو مجھے یاد نہیں میں نے کہا کہ عبادت و تقوی بدون ایمان کے حبط نا ہبا ء اً منثورا میں داخل ہے - (باقی آئندہ) محمد جعفر بنارسی

اصلاح میں اس تحریر کا بیحد مشتاق تہا جناب حکیم صاحب کو اس قسم کے مناظرات میں خاص ملکہ ہے بوجہ علالت و وفات اپنی زوجہ محترمہ مرحومہ کے جناب ممدوح بیحد متردد تہے اسوجہ سے اسقدر تاخیر ہوئی اب خدا نے چاہا تو ناظرین اصلاح جناب ممدوح کی تحریر سے اکثر مستفید ہونگے۔ اڈیٹر

اخلاق شیعہ

اس عنوان سے اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے ایک مضمون لکہا ہے جسمیں وہ صرف اسپر رو رہے ہیں کہ اڈیٹر صاحب الحق نے امکو مولوی فاضل پاس ہونے کو معمولی نظر سے کیوں دیکہا معمول سے زیادہ عزت کیوں نہ کی۔ دوسری شکایت اسکی ہے کہ انکی آمد لاہور کی حقیقت کیوں ظاہر کی - اسی قصور پر تمام شیعہ کو بد اخلاق - بد تہذیب قرار دیا - اور اڈیٹر اصلاح و شیعہ و اثنا عشری سبکو نوٹ دیا - مگر اصل مضمون الحق کا کوئی جواب نہ دیا جسمیں اڈیٹر صاحب الحق نے انکی اوس تحریر کا جواب دیا تہا جو جناب مولوی سید علی صاحب کی تقریر پر دربارہ تفسیر آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اعتراض کیا تہا۔

افسوس کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے ہر وعظ بلکہ ہر جلسہ میں لوگونسے حلف لیتے ہیں کہ جھوٹھ نہ بولا کرو مگر انکو اسے لم تقولون ما لا تفعلون خود کمتر عامل ہوتے ہیں کیونکہ اخبار مورخہ ۲۳ اپریل میں انجمن حمایت الاسلام کی نسبت لکہا تہا - خوش قسمتی سے میں بہی جا پہونچا - جسکا مطلب ہر شخص یہی سمجھ سکتا ہے کہ آپکا آنا اتفاقی تہا - اسپر اڈیٹر صاحب الحق نے آپکی پوری تشریف آوری کا حال لکہدیا - مگر انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے پروگرام میں اس دفعہ آپکا نام بہی درج تہا مگر آپ دانستہ یا کسی اتفاقی رکاوٹ کی وجہ سے وقت مقررہ پر حاضر نہوسکے ""

جس سے معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب الحق کا یہ بیان آپکی تکذیب کیلئے تہا ورنہ اس سے اونکو مطلب نہیں - مارا چہ ازین قصہ

مولوی فاضل کی تشریح جو اڈیٹر صاحب الحق نے کی اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ آپکو اس درجہ پر بڑا فخر ہے یہانتک کہ خطوط بھی اگر آپ لکھتے ہین تو اوسمین بھی یہ جملہ ضرور شامل رہتا ہے۔ اسلئے بتا دیا گیا کہ یہ درجہ کوئی قابل فخر نہین۔ پنجاب یونیورسٹی ایسے مولوی فاضل ہرسال صدہا پیدا کرتی رہتی ہے۔

اب اڈیٹر صاحب خود انصاف کرین اس تحریر مین کونسا جملہ تہا جسپر آپنے اخلاق شیعہ کا مضمون لکھ مارا خدا کے لئے ایک جملہ تو بہی تہذیب سے گرا ہوا لکھئے جس سے آپکی راستی ظاہر ہونی۔

آپکو یاد ہوگا کہ مضمون امامت واقتدا مین آپنے اڈیٹر اصلاح اور نیز جملہ سادات کو کیسی مغلظات گالیان دین حرام زادہ تک لکھ دیا مگر ہمنے بحکم محکم فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل صبر کیا اور کچھہ نہ کہا۔

اپنے تو سب سے زیادہ غضب یہ کیا کہ اگر آپکے خیال مین بداخلاقی ہوئی تہی تو صرف اڈیٹر الحق سے لیکن آپنے تمامی شیعہ کے اخلاق پر ریمارک کیا کہ مضمون کا عنوان اخلاق شیعہ لکھا کیا یہی راستی ہے اور یہی تہذیب ہے؟

آپکے فرقہ کی تہذیب عموماً اور آپکی تہذیب خصوصاً ایسی مسلم الثبوت ہے کہ اوسپر کسی ریمارک کی بھی ضرورت نہین آپکے مصنفات اور آپکی تحریرین شاہد ہین جو مظلوم شیعوں کو آپ ہمیشہ رافضی اور سادات وشیعہ کو حرام زادہ لکہتے ہین۔ مگر تازہ شہادت لیجئے جو ابہی پیسہ اخبار مورخہ ۲۶ جون مین شایع ہوا ہے۔ مذہبی مناظرہ رامپور کے متعلق۔

«مولوی ثناء اللہ صاحب نے میر قاسم علی صاحب کی تقریر کے جواب مین وہی شاعرانہ انداز اختیار کرکے بعض غیر متعلق اور جناب مرزا صاحب کی دوا تیات پر بحث شروع کردی جسپر تین مرتبہ ہزہائنس نے انکو کہا کہ وفات مسیح پر فرمایئے۔ آخر ڈیڑھ گھنٹہ کی تقریر مین آخری ۱۵ منٹ مین اونہون نے وفات مسیح کی پیش کردہ دلائل کے خلاف صرف ایک لفظ شبہ۔ تھے پر بحث کی۔ آج کے جلسہ میں شیعوں اور سنیون کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے خوب بھڑکایا اگر ہزہائنس کا پرشوکت انتظام نہوتا اور یہ جلسہ ایسے

کے سوا کسی اور جگہ ہوتا تو شاید مٹھی بھر احمدیوں کو جان سلامت لیجانا مشکل ہوتا۔ صفحہ ۳۴
پس جب ایسے والی ملک رئیس با اختیار کے دربار میں آپکے اخلاق کی یہ شان ہے کہ اگر
ہز ہائنس نواب رامپور خلد اللہ ملکہ کا با شوکت دربار نہوتا تو سر پھٹول کی نوبت آجاتی
تو پھر اپنے دفتر میں بیٹھکر جہاں آپ مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہیں جو کچھ تہذیب و اخلاق
کو راہ نہ دیجیے کم ہے۔

آخر میں اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ فضول باتوں میں وقت کو ضایع کرنا شان اہل
علم نہیں جناب مولوی سید علی صاحب حائری کی تقریر پر جو اعتراض کیا تھا اوسکا جواب
معقول الحق میں دیدیا گیا ہے اگر آپکو کچھ حوصلہ ہو تو اوسپر خامہ فرسائی کیجیے فضول باتوں
سے کیا حاصل کہتے مولوی فاضل امتحان پاس کرکے کوئی سرکاری نوکری نہیں کی
سرکاری نوکری لیاقت پر ملتی ہے اگر سرکاری نوکری نہیں ملی تو پرائیوٹ مدرسہ کی تعلیمی
تو ملگئی ہے روٹی مل جاتی ہے پھر رونا کاہے کا ہے۔

ووٹ آف سینشیورز یہ انگریزی لفظ ہے جسکا ترجمہ ملامت کی رائے ہے جسکو عربی میں لعنت کہتے ہیں
یا تبرا۔ یہ ایک ایسا آلہ ہے کہ مہذب سے مہذب شخص بھی اسکا ضرور استعمال کرتا ہے۔ نہ صرف ضعیف و
کمزور مظلوم ہی اس سے کام لیتا ہے بلکہ قوی سے قوی سلطنت کو بھی اسکی ضرورت پڑتی ہے۔
انڈیا کونسلز بل کے متعلق وزیر ہند لارڈ مارلے ہاؤس آف لارڈز میں فرماتے ہیں وہ صرف گورنمنٹ
اپنے ماتحت حکام کی رایوں پر کوئی ایکشن لینے کا حق رکھتی ہے۔ اور اگر پارلیمنٹ کو اوسکو کسی کام کی
صحت و دیانت میں کوئی شبہ ہو تو وہ وقت کی گورنمنٹ کے برخلاف جو گورنمنٹ آف انڈیا کے کاموں
کی ذمہ وار ہے ملامت کی رائے پاس کرسکتی ہے۔" اسی جملہ کی تشریح کرتے ہوئے اڈیٹر صاحب وکیل لکھتے
ہیں کہ پارلیمنٹ اس ترمیم کے بغیر بھی کسی صوبہ میں انتظامی کونسل کے قائم ہونیکی خبر پاکر بذریعہ ووٹ
آف سینشیورز (ملامت کی رائے) اپنی ناراضی ظاہر کرسکتی تھی۔" مورخہ ۱۹ مئی
تو اب آپکو شیعوں کے اصول تبرا کی تائید کرنی چاہیے کہ جب پارلیمنٹ کو اسکی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ
کسی بیجا کارروائی پر ملامت کا ووٹ پاس کرے حالانکہ پارلیمنٹ کے اختیارات کیسے وسیع ہیں
تو شیعوں نے اگر انتہائی مجبوری کے عالم میں ملامت کی رائے پاس کردیا تو آپکو کیوں اعتراض ہے

پیغام صلح

اس نام کا ایک پمفلٹ مطبوعہ مطبع شاہ اودھ لکھنؤ موصول ہوا جسکے راقم شیخ محمد تہور علی صاحب قدوائی جگوری ہین۔ اس پمفلٹ سے اہلسنت کا اصلی قلبی حال ظاہر ہوگا کہ جو اصلی اہلسنت ہین اونکی کیا خیالات ہین وہ پمفلٹ بجنسہ حسب ذیل ہے۔ اڈیٹر

اے دل بگیر دامن سلطان اولیا یعنے حسین ابن علیؑ جانِ اولیا

ضرورت

جب سے اس شیعہ سنی کا جھگڑا ہوا۔ مجھے کسی سے بھی تعلق نہین مین صرف اسبات کو دیکھ رہا ہون کہ مسلمانون کی جہالت نے کس درجہ پہونچ رہی ہے اور آخر انجام اسکا خدا کو کیا منظور ہے۔ ایک خدا ایک رسولؐ صرف امامت اور خلافت کا جھگڑا پھر آخر اس درجہ ضد اور شدت کیون ہے۔ لیکن میری راے مین یہ جھگڑا مذہبی اختلافات سے بڑھکر ذاتی نام کی عداوت سے ملحق ہوگیا یعنی سنی کو شیعہ کے نام سے چڑھ ہے اور شیعہ کو سنی کے نام سے عداوت پہلے اسکی چھیڑ چھاڑ مقبول احمدؐ کے ورود سے لکھنؤ مین ہوئی اور سنی اسکے جواب مین ایسی ضد پر آگئے کہ اصلاح بھی ناممکن ہے مقبول احمد کو گئے لکھنؤ سے مدت ہوئی شیعون کی حالت مین جو تغیر ہوا تھا اوسکی اصلاح بخوبی ہوگئی اور ہوتی جاتی ہے لیکن سنیون کی ضد اس درجہ بڑھی ہے کہ جسکی اصلاح بھی ناممکن سی ہو رہی ہے۔ بلاشک مین سنی ہون اور یہ خیال خود ایسا سنی کہ جسکی کوئی پشت کبھی شیعہ نہ تھی۔ مین قدوائی ہون اور قوم قدوائی اپنی پابندی مذہب حنفی کیلیے معروف ہے۔ ممکن ہے کہ جیسا جدید خطاب میرے دوستون نے مجھے تفضیلیت کا دیا ہے۔ لوگ مجھے اوسی طریقے پر اس تحریر سے سمجھ لین۔ لیکن مین خوشی کیساتھ تفضیلیت کا درجہ جسکو حب علیؑ وحب آل فاطمہؑ کہنا چاہیے بدرجہا اچھا ہے انتہای درجہ سنیت جسکو خارجی یا بدترین کلمہ گویان خطاب ملچکا ہے۔ اور مجھے شک نہین کہ مین اوس جماعت مین اپنی اس تحریر سے بخیال اپنے نا قدر احباب کے ہونگا جسمین میرا بھانجہ منشی تحسین قدوائی بیرسٹرایٹ لا و مولوی نظام الدین حسن ودیگر سر غنا قوم ہین سمجھے یہ کیون لکھا۔ اور اس تحریر نظم ونثر کا شان نزول کیا ہے۔ وجہ تعلق یہ نزاع فریقین نہین ہے۔ بلکہ مقصد ذیل خیال پر مبنی ہے۔

(۱) مین دیکھہ رہا ہون کہ اس نزاع نے خالص مذہب سنیت کو بہت سخت مجروح کر دیا ہی اور کرتا جائیگا
علماء خاموش ہین اونکو اب مہر سکوت توڑنا چاہیئے۔

(۲) ایسی اچھی گورنمنٹ جیسی سرجان ہیوٹ کی ہی سنیون کیطرف سی سخت بیقدری سے دیکھی جارہی ہی
اور ایسے پیارے لفٹنٹ گورنر کی نہ سننا جو مان باپ سی زیادہ متحمل۔ مہربان اور رحیم ہے اُسکو بار بار
یہ افسوس کرنیکا موقع ملتا ہی کہ سنی جماعت ہماری نہین سنتے۔

خیال اور افسوس کے قابل بات ہی کہ جج اور گورنمنٹ کا صرف اسقدر فرض تہا کہ فیصلہ کسی کے
موافق کر دیتی اور باقی قانون جانے اور اوسکا حکم جو جیسا کرے ویسا پائے لیکن خدا ایسی گورنمنٹ
کو دونون جہان مین سرخرو رکہے جسنے ہماری اصلاح کو کمیشن جاری کیا۔ سمجہایا پہر ہمنے اوسکے
خلاف کیا۔ پہر بہی اپنا حکم ترمیم کیا اور اب سزائین بہی گھٹا دین۔

کون کہہ سکتا ہی کہ تم ناحق پر نہ تھے۔ کون کہہ سکتا ہے تمنے اوسکی نہ سنی۔ پہر بھی وہ رحیم ہی جہگڑا کیا ہے
صرف یہ کہ تمنے تعزیے کے ساتہہ جو غم والم کا زمانہ ہی جشن اور سامان خوشی بھی مہیا کیا۔ گویا شیر برنج
مین نمک ڈال کے کھایا۔ جدید تھا اور ضرور جدید تھا۔ عبادت و ریاضت سے اس سی کوئی تعلق نہین
لیکن اوسنے اسکو بہی گوارا فرمایا اور فرمایا اچھی بات ہے یہ بھی کرو۔ لیکن وہ دن جو خاص غم کے ہین
کے لئے ہین چھوڑ کے پولیس کو خبر کرکے جو چاہو ہو۔ بے سود ہزار روپئے کا چندہ ہوا۔ اوپہر نتیجہ کچھ
نہین۔ کیا ہوتا قانون ہاتھ مین لیلو اور پہر صریحی عمداً پہر کیسے بچو۔

سنیت کی حالت بہت نازک ہی اور اسی نے مجھے اس تحریر نظم لکھنے پر مجبور کیا اور اس سی پہلے
بھی مینے لکھنؤ کی طرف سی ایک تحریر لکھی تہی۔ مین دیکھتا ہون کہ سنی صرف سہ یاری رہ جاتے
ہین چاہے وہ چاریاری ہین یا پنجتنی سنیت صرف اسقدر ہی۔ کہ مذہبی نزاع سی کف لسان
مشاجرات صحابہ مین سکوت آل علی اور آل فاطمہؓ پر جان نثار۔ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے ہوا
خواہ اور دل فدا کرنے والے۔ لیکن اب جسقدر تحریرات اور تقریرات ہین اسطرف منجر
ہو رہی ہین کہ جسے کوئی سنی حقیقی کیا عیسائی بھی برداشت نہین کرسکتا۔ بحث مذہبی دوسری چیز ہے
جوابات مذہبی دینا دوسری چیز ہے لیکن توہین مذہبی اور بزرگانی کرنا دوسری چیز۔ النجم کا پرچہ
اوٹھا لیجئے۔ بحث تو شیعون سے ہی مین اعتراضات حضرت علیؓ اور آل فاطمہؓ پہ صاف صاف کیا

جاتا ہے - کہ شیعون کے امام ایسے تھے سبحان اللہ آل علیؑ کا ادب بالکل جاتا رہا دلمین اونکی
محبت نہین کیونکہ جب محبت ہوتی ہے تب ادب ہوتا ہے ع لیلےٰ را بچشم مجنون باید دید -
ایسی ہی بحث اگر دوسری طرح کیجاے تو بہت آسانی سے اپنا مذہب بھی رہے اور فریق مخالف جواب
بھی پائے مثلاً یون کہا جاے کہ اب اہل تشیعہ کی کتابون مین جو فلان بات ہے اوس سے شان ائمہ
اور بوتراب و آل بوتراب پر اعتراض آتا ہے - یہ اخبار مین مدت سے لیتا ہون انہین اعتراضات
دلشکن وا اہانت سے دل پک گیا موقوف کر دیا - لیکن پھر ایک خاص وجہ سے مجھے لینا پڑا - اور کیفیت
ہے کہ بلا بنڈل کھولے ڈال دیتا ہون مولانا میرے دوست ہین -
مینے زبانی اونسے اکثر اسپر کہا کہ یہ رنگ بدل ڈالئے جسکا جواب انہون نے مجھے یہ دیا -
(۱) کہ آپ تفضیلیہ ہین - (زہے نصیب میرے)
(۲) کارسپانڈنٹ کا مضمون تھا - مین کیا کرون -
پہلے کا جواب اسقدر ہے کہ اگر آل محمدؐ ہی کی محبت تفضیلیت ہے تو خدا اسپر مجھے جلائے مجھے اسپر مارے
دوسرے کا جواب یہ ہے کہ آیا کارسپانڈنٹ آپکا ہمخیال تہا یا نہین - اگر اول بات ہے تو آپکا جواب فضول
ہوا جاتا ہے اگر دوسری بات ہے اور آپکی راے وخیال کے خلاف یہ تھا تو آپنے اوسے چھاپا کیون
اور چھاپا تو اپنی راے کے اختلاف کا نوٹ اوسپر کیون نہین لکھا - اس اخبار نے حقیقت مین
سنیون کے مزاج کو سنیت سے بہت دور پھینک دیا ہے - شیعیت کی ابتدا تفضیلیت ہے لیکن سنیت کی
انتہا اور کچھ ہے - جھگڑا اب شیعہ سنی کا تو رہا نہین بلکہ سنی و شیعہ کے نام کا - ابھی مین نے ایک مثنوی
ساقی نامہ کے طور پر لکھی ہے جسمین حضرت پیغمبر خدا سے لیکے صحابہؓ اور بزرگان دینؒ کیطرف خطاب
کیا گیا ہے مولانا کے مطبع مین نے اوسے چھاپنے کو دیا - پہلا سوال اونکا یہ تہا - کہ کوئی جھنڈا اونڈا
اسکے پیچھے کر دون - گویا بغیر جھنڈے کے اندراجات جسکو لڑکے گلی کوچے بجاے مرثیونکے پڑھا کرتے ہین -
ساقی نامہ مکمل نہین حالانکہ اوسمین ذکر شیخینؓ و صحابہؓ کبار سنت زیادہ ہے - دوسری بار جب مین نے
ساقی نامہ کا ذکر کیا کہ یون لکھا جائے تب فرمایا ہے صحابہؓ اسپر لکھدون - مینے کہا نہین - فوراً مجھے خطاب
بزدل اور تفضیلی کا ملگیا - اور ایک آہ بھر کے معہ اپنے جلیسون کے یہ فرمایا کہ اب یہ نوبت اسلام
پہونچی ہے - کسقدر حسرتناک طریقہ ہے کہ اب سنیت اسی پر ہے کہ کتاب مین بھی جھنڈا ہو - ایسا متبرک

موسم عیسائیون جو ایسے ریچھ مرثیے جسکو آتش و دبیر مرحوم نے اعجاز کر دکھایا ہے چھوڑ کے عوام اور مولوی
ساتھ ملا دیا گیا پھر کسی نے خلاف زبان ہلائی۔ اور سنیت سے خارج ہوا۔ علما مطیع ہین صحابہ کے اخلاق دیکھو
حضرت عمرؓ سے لوگ بحث کرتے تھے پھر آپ اُسے قبول کرتے تھے اور خوش تھے یہان غضب ہے کسی فرقے مین
یہ غضب کا طریقہ نہین کہ بحث کرو فرقہ مخالف سے توہین کرو ائمہ کی ایک فرقہ البتہ جسکو کوئی تعلق
اسلام یا ادیان اسلام مثل عیسائی وغیرہ سے نہین اس طریقے کا پابند ہے کہ بحث کریگا مسلمانون
سے گالیان دیگا حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ حضرت ایوبؑ اور کل انبیا کو وہی طریقہ اب شیعون کے
مقابلے مین ہمارے اہل مذہب نے اختیار کیا ہے کہ بحث ہوگی شیعہ سے توہین کرینگے آل فاطمہؓ کی ؎

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

نظم مین خاص خدانے یہ اعجاز رکھا ہے کہ دل انسان پر موثر ہوتی ہے اسلئے مینے یہ تحریر نظم ہی مین
لکھی ہے جو لکھنو کے نام سے ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک تحریر لکھی ہے جو اودھ اخبار نے چھاپی ہے۔ اب
وقت آگیا ہے کہ ہمارے علماء اسپر متوجہ ہون کہ مذہب سنی تو محفوظ رہے اور صراط مستقیم تو لوگ
نہ چھوڑین۔ النجم کو اختیار ہے جو رنگ چاہے اپنے اخبار کا رکھے۔ افسوس اس سنی شیعہ کے جھگڑے
نے سخت نقصان مین فریقین کو مبتلا کیا جسمین سب سے زیادہ سنی خسارے مین رہے یہ خسارہ مذہبی
خیالات ہین اور علاوہ اسکے کیسے نقصان اٹھائے۔ روپیہ صرف ہوا۔ آخر مین ایسا کوہ نایاب
انسان مولانا عین القضاۃ صاحب قبلہ جیسا کھویا کہ جسکا بدل اب ناممکن ہے۔ مولانا کو کوئی تعلق
(ان فسادات سے سنا جاتا ہے) نہ تھا لیکن اونکو آخر لمبی مدت کے لئے اپنے کو لکھنو سے جدا ہی
رکھنا پڑا۔ عبد الغنی۔ ملزم ہر آنر کی سرتابی حکم کرکے یہ ہی کیون نہ کہے کہ مینے عمداً کہا اور یہ عبادت
مذہبی ہے۔ اور مین اسے کسیطرح نہین چھوڑ سکتا اور اسپر النجم خوش بھی ہو لیکن عبادت
مذہبی مدح صحابہ نہین ہوسکتی اور اگر ہوسکتی ہے تو عبادت کے طریقے پر تعزیہ داری کا جوڑ مرثیے ہی
ہین اور وہ حسنؑ و حسینؑ کیلئے۔ جسقدر جھگڑے ہین وہ سب اسلئے ہین کہ شیعہ اوس سے چڑھین
شیعہ میری رائے مین اسپر ذرہ سخت ہین اور یہ مقتضائے فطرت ہے ورنہ اگر میری صلاح مانین تو
کہدین۔ کہ ہان خوب پڑھو۔ ہمکو عذر نہین۔ بلاشک یہ مشکل ہے مگر دوسرے فریق کے سکوت
کیلئے اس سے زیادہ شرمندہ کرنیوالا اخلاق بھرا جملہ اور کوئی دوسرا ہو نہین ہوسکتا۔ ابھی

چند دن ہوئے شیعہ۔ سنی سب ایک ہی مذہبی فرائض بجا لاتے تھے۔ میری بہت عمر کا حصہ راجہ صاحب محمود آباد کی ریاست کے صدر مقام محمود آباد مین محرم مین گذرا وہ میرے رشتہ دار اور شیعہ تھے۔ لیکن کسیطرح بھی مجھے محرم مین یہ نہ معلوم ہوا۔ کہ مین محرم مین ہون محمود آباد ایک شیعہ صاحب کے قلعہ مین آیا ہون جسکو راجہ اپنے مکان کے دیوانخانہ مین اسی طرح زیدپور وغیرہ مین جو شیعونکا اوس وقت مرکز ہی۔ اکثر محرم گزرے۔ تمام جوار مین یہی مرثیہ یہی تعزیہ ہی خواہ وہ سنی ہون یا شیعہ اب یہ چند شخص ایسے نکلے جنہون نے لکھنؤ کو اپنے اثر مین لیا اور دیہات مین اثر کرتا جاتا ہی غضب ہے امام حسین علیہ السلام کے معجزہ کا مضحکہ اوڑاتے ہین۔ ایک تو مسلم صاحب حضرت اونکو اور اونکے معجزات سی آپ کیا واقف ہین مولوی عبد الشکور صاحب نسے خوش ہون ہون مجھ ایسے سنی تو اس تحریر سے نہین خوش ہو سکتے۔ آپنے شعر از کرامت امام و الا لکھکر۔ دل چھید ڈالا۔ افسوس امام کی کرامت کی نسبت خوب آپنے دیا اور انھون نے چھاپ بھی دیا۔

حضور سرور عالم کو اپنے اعزہ سے بہت محبت تھی یہانتک کہ جب حضرت عباس علیہ السلام کا چہرہ پر تلوار مارنے کو ایک صحابی نے کہا آپ رنجیدہ ہوی۔ ابو لہب سا دشمن چچا آپکا مورد عتاب الٰہی ہوا اور آیت تبت یدا ابی لہب وتب اوتری۔ آپ حکم الٰہی سی مجبور تھے لیکن جو شخص یہ بکثرت پڑھتے آپ ناراض ہوتے حضرت امیر حمزہؓ کا قاتل وحشی جب مسلمان ہوا حاضر ہوتا تو آپ فرماتے کہ وحشی جب آؤ سامنے نہ بیٹھا کرو پشت پر میرے بیٹھا کرو۔ اس سی مجھے میرے چچا حمزہؓ تمہاری صورت دیکھکے یاد آتے ہین۔ یارو۔ پھر علیؓ و فاطمہؓ۔ و حسنؑ و حسینؑ کے مرتبہ کو دیکھو کہ بدرجہا حضرت عباسؓ و حضرت حمزہ و ابو لہب کا قریبی درجہ قربت با رسول خدا رکھتے ہین اونکی توہین سی دل محبوب الٰہی پر کیا گذرتی ہوگی۔ اسلام ہمنے پایا رسول اللہ سے اور محبت رسول عین محبت اللہ ہی۔ رسول سی جو محبت کریگا آل فاطمہ پر ضرور فدا ہوگا خواہ اوسے تم شیعہ کہو یا تفضیلیہ یا رافضی ہی کہدو۔ ؎

ہون تو سنی پر علیؓ کا صدق دل سے ہون غلام
خواہ ایرانی کہو یا مجھکو تورانی کہو

راقم حق گو

شیخ محمد تہور علی۔ قدوائی۔ حنفی۔ برادر کلان شیخ محسن علی تعلقدار جگور۔ ضلع لکھنؤ

پیغام صلح

لکھنؤ کا خط پیشوایان دین اہلسنت کے نام

مولوی صاحبان عالی مقام
عرض کرتا ہے بعد از تعظیم
دونوں لڑ لڑکے ہوگئے بیکار
بک گیا عورتوں کا سب گہنا
الغرض تین سال سے پیہم
نہ تو دنیا کا کام و دینی نمود
اوپھرسے اصلاح کار کو بیٹھک
لگ گیا سبکو مہر خاموشی
کرکم باھتے برائے کار
جبکہ دل ہو رہا ہی ضد کا صید
آپ مین سے فریق ہین اسدم
کبھی پور والے رخ کبھی پچھوا
دیکھا گر رخ ہوا کا اسکے خلاف
بغض و کینہ حسد مین ہین کامل
خود الگ رہین لڑاتے ہین سنرات
کہتے ہین مت لڑو برائے خدا
ہین جتنین دشمن علی کے خلاف
اپنےکو دین کا کہے ہین کل رخ
آل حیدر کے کینہ مین سرشار

لکھنؤ کا قبول ہوئے سلام
کہ جو بندے نے پہلے تھا لکھا
خرچ سب ہوگیا زر و دینار
کبھی سنی مقدمہ مین پھنسے
ہوتے یونہین ہین خرچ سیم و درم
سرغنایان قوم عالی مقام
رہگیا جوش چاٹ کے رنگ
آپ اے ہادیان دین خدا
تھی نہ اصلاح و صلح کچھ دشوار
میری گستاخی معاف بندہ نواز
ایک وہ جنکو ہے سکون ہر دم
گر ضرورت ہوئی تو پھر کہنا
بولے مجھکو تو کردو اس سے معاف
خود غرض۔ چاپلوس ہین کیا د
اولٹے رستہ پہ چلتے ہین ہیہات
اسی فرقہ مین ہے فریق دگر
دین کا مارتے ہین پھر بھی گذاف
نفع خام کے ہین وہ مشتاق
اونکی توہین کرنے کو طیار

آپکا یہ غلام بے زر و سیم
شیعہ سنی کو خط۔ وہی تو ہوا
میرا یہ کہنا کسی نے کچھ نہ سنا
کبھی شیعہ فریق بنکے لڑے
اور بے کار بے مزہ بے سود
یعنے امرار ملت اسلام
کرتے کیا کوئی سنتا تھا اونکی
حامل علم شاہ ہر دوسرا
مگر اصلاح کی ہو کس سے امید
ضد نہین تو بتا دو دوسرا راز
دوسرے وہ کہ جیسی دیکھی ہوا
مین ہون اسکے لئے۔ وانی لنا
تیسرے جنکا ہے فسادی دل
ہین لڑانیکے فن مین وہ اُستاد
چٹکیان ڈال پہوس سے ہین جدا
آل احمد کے واسطے خنجر
آل احمد کی شان مین گستاخ
ہین خلاف علی مین وہ مشتاق
فاطمہ آل فاطمہ کے عدو

پوری تصویر کینہ کے بدخو
کوئی سنتا نہین ہے میری آہ
کون سنتا ہے یہ میرا پیغام
مابہ البحث ہے یہان کیا بات
خوب دن رات دلسے تم مانو
روکتا کون اس سے ہے تمکو
کہ عقیدہ یہ اپنا تم چھوڑو
پر یہ جھنڈے بلند و پر شوکت
ہے یہ ثابت کہین بھی قرآن سے
لونڈونکا غل مچانا اور پڑھنا
مدح پڑھنا اگرچہ ہو نہ وضو
کہ ہے مدح صحابہؓ ایسی روا
تم ادا مہربان نہین کرتے
یا کہ کلمہ مین بعد نام نبیؐ
لا الہا عمرؓ خلیفہ نکو
پھر محرم ہے پھر ہیج و الم
تذکرہ ہو مصیبتون کا وہان
دشت غربت مین انکا جان کھونا
نور احمدؐ کی شان پرتو پر
دم کے دم مین ہوے فنا افسوس
چل گیا سب پہ تیشۂ بیداد
خون احمدؐ بہا زمین پر آہ
جو نہین بنتین اب بتانے سے

وقت تقریر سو طرح حاضر
ہین مسلمان اسیوجہ سے تباہ
کچھ سمجھ مین میرے نہین آیا
شیعہ سنی کے جھگڑے گی دن رات
شان اونکی ہے گر علیؓ سے بڑی
ذرا انصاف دلسے صاف کہو
کرو تعظیم اونکی اور مانو
چھیڑنے دل دکھانیکی صورت
کہ دل آزاری شان ایمان ہے
گلی کوچون مین یا عمرؓ کہنا
اک ذرا سامنے میرے آ کر تو
کہ بلا دیسکے کچھ نہین ہوتا
پنجگانہ نماز مین کہدو
لیتے ہین آپ اونکا نام کبھی
یا تحیات مین بوقت صلوات
ہوئے حسنین کا بپا ماتم
آن جفا و ستم یزید پلید
یاد کرکے وہ بیکسی رونا
نونہال سطر شرع شریف
جسکا بدلا کہین نہین افسوس
گل ہوئین مشعلین وہ صفا کی
خاندان ہو گیا نبیؐ کا تباہ
چھپ گیا آہ ابر مین خورشید

پھر تو ہین سید کر دیا قسم
ہے خلاف شرع یہ سارا ناٹک
کہ یہ جھگڑا ہے مذہبی کیسا
مانتے تم ہو تین خلفا کو
مین بھی کہتا ہون ہان یہی کہی
شیعون نے کب کہا ہے یہ تمکو
جان و دل سب نثار اونپہ کرو
مجھے بتلاؤ صاف ایمان سے
چھیڑ طعنوانی شعار انسان ہے
لئے پھرنا علم کو کو در کو
مجھکو تم صاف صاف سمجھا دو
فرض دینی کوئی بتلا دو سکے
کے دفعہ پڑھتے ہو یہ نام تمکو
ذرا وہ کلمہ مجھکو بتلا دو
لیتے ہو نام اونکا تم دن رات
آپکے صبر کا ہو خوب بیان
صبر و تسلیم آن حسنینؓ شہید
خاتم المرسلین کی وہ تصویر
یادگار محمدؐ ایسی لطیف
خاندان نبیؐ ہوا برباد
بجھ گئین شمعین نور ایمانکی
ایسی شکلین مٹین زمانے سے
پھر نکلنے کی اب نہین امید

اب نہ نکلین فلک پہ یہ اختر
جس سے اسلام ہو گیا ہے نزند
ایسی شکلین مٹین کہ جنکا بدل
پھر بنا کر نکی کوئی تحریر
خود مصور تھا محو رعنائی
ناز کرتا تھا خامہ استاد
روشنی تھی جو نور خالق کی
کربلا مین وہ شب نشانی تھی
ایسی جب یادگارین مٹجائین
لوٹتا ہے زمین پہ وہ شمشاد
یہ جرم ہے یا روا اونکی یاد
ہے یہ انصاف کوئی چیز بتاؤ
طرہ او سپہر کای دلستان
اور رحمت یزید پر بھی کہین
اور راوی الاکادہ پای خطا
ہوا لوا الامر کادہ یون مصلی
کہ نہین ہے یہ دین سنی کا
جسنے اسلام سے بکا ہے گداف
خارج از سنیت کیا ہے اسے
بعد اونکے عمر ہین با تحقیق
بعد اونکے علی ہین شیر خدا
دین سنی کے چہار ہی ارکان
ہو حسین دشمن سے علیہ اعنا

کہا ہے لاکھون برس اگر چکر
ثانی جسکا نہین ہے دنیا مین
پھر نہ پیدا کریگا روز ازل
گر ہاتھون سے خامہ قدرت
ناز کرتے تھے اوسپہ صناعی
بجھ گئی نور احمدی کی ضیا
جس سے کونین مین ضیا پہنچی
کون دل ہے کہ جسمین اک یہ ہے
زیر شمشیر خنجر سے آئین
اوٹھ گیا دو جہان کا سردار
جسکا بانی تھا آہ ابن زیاد
بلکہ انصاف تو یہی ہے یہان
مرح خلفا بھی پڑھتے ہین ہر آن
نور عرفان سید الشہدا
جسپہ خالق کا دائمی ہو عتاب
رحمت اللہ یون کہین سبکو
تمنے اوسکا کوئی جواب لکھا
دینی اخبار مین کوئی مضمون
تو بیا اوس سے لی ہے پھر بکو
بعد آن شیر بیشہ یزدان
خسرو اولیا شہ عرفا
یہ کہان سے نکالی پھر ایجاد
ہو یزید پلید دل دلشاد

وہ زمین پر گرا نہال بلند
تھا جو خورشید چرخ آسمان مین
نقش بند قضا نے یہ تصویر
کھینچ سکی پھر نہ دوسری صورت
محو حیرت تھے موجد ایجاد
لے گیا سب کو آہ سیل فنا
صرصر ظلم اشقیا سے بجھی
کر نہ رو دیگا گروہ انسان ہے
کون دل ہے کرے جو دوسری
مٹی تصویر احمد مختار
ایسے غم کے زمانہ مین یارو
ہو مصائب کا شاہ دین کے بیان
اوٹھیان آل فاطمہ یہی ہین
ہو مخاطب خلاف حکم خدا
آن یزید ستم شعار آفاق
کیا یہ مسلک ہے سینو نکا کہو
کوئی فتوی لکھا ہے اسکے خلاف
لکھا ہے آپنے یہ اہل فنون
سب سے افضل ہین حضرت صدیق
ہین فضیلت مین فوق پھر عثمان
آل احمد کی مہر ہے ایمان
کر ہو تو ہین آل فخر عباد
شیعو نکے کیا علی ہین صاف نہم

کیا حسین و حسن تھے انکے کہو
یعنی فاسق یزید بانئ جور
اک جماعت گئی ہے مجلس کو
اوسکے اکرام و لطف پھر دیکھو
لیکن ایسی طرح ـ نہو جھگڑا
کہ نہین جھنڈ لیے تمہین وہ کا
چاہتے تھے جو تم وہی تو ہوا
اپنے ارکان آپ سیکھے ادا
خوب کیجے مگر میری ہی خوشی
اشتہارات ہیں ہون سادہ
شیعہ اوسپہ اعتراض کرین
وہ بھی شجاع وحید عذر پر
دو مسلمانون مین ہو غصہ کین
کسقدر ہین نرقی مین ہارج
کبھی بیہوش سا طلوان اکم
شکوہ کرتا ہے حکم دیتا ہے
ایسا حاکم شریف اور برتر
بار بار اوسکا ہے یہی ارشاد
ہون مین خادم تمھارا سنو حضور
بات اچھی جو ہو قبول کرو
نظر لطف سب پہ ہو یکسان
کیسا اخلاق اونکا تہا ہر دم
اریہود و مجوس جو کیہ ہوا

کیسی یہ بات ہے کہو لشہ
شادہ اوسکو کہین کہو تم تو ر
کرتی سرکار کیا کرو انصاف
کیا ترمیم پہلے فرمان کو
بات گو یہ جدید تھی بیشک
دیدیا حکم جو کی پہرے کا
اب بھی سنبھلو جناب صلح کرو
مجلسین اپنی وہ کرین برپا
مگر ایسی نباتین ہون زنہار
جسپہ اغیار بہی ہون دلاذ
تجربہ اسپہ چند روز کرو
سادہ لفظون مین پھر کرین تحریر
غیر قومین جنسین کہین بعض صحابہ
یہ مباحث بعید اور خارج
کسقدر مہربان ہین دونون یہ
مشاور دونون صاف کہتا
غیر مذہب ہے غیر ملت ہے
شیعہ سنی کا اب مٹے یہ فساد
غیر خواہی سے جو لکہا سو لکہا
دل نہ مجہسے کبہی ملول کرو
دیکھو اخلاق احمد کا بیان
با یہود و مجوس دنیا عالم
کیا نہین ہے یہ شرم کا ہنگام

کہ وہ فاسق ہو رحمت اللہ
فائدہ اس سے کیا ہوا کہدو
لوگون نے یون کہا ہی اسکے خلاف
دیدیا حکم تم پہ ہو جھنڈا
یہ عنایت تھی شاہ کی کیا شک
آخراب اور چاہتے ہو کیا
شیعون سے کچھ نہ واسطہ رکھو
بزم صدیقی اور فاروقی
جسمین آئین فساد کے آثار
اور طبیعت نہ مشتعل ہو کہین
خود بخود دونون صلح پھر سمجھو
حیف کی جا ہی وارثان دین
دین اسلام کے ہین بیاو فسانہ
شکر اللہ کا کرو ہر دم
کتنا سمجھایا دونون کو اکثر
جان اپنی نثار ہے اسپر
کسقدر دونون سے محبت ہے
حق مروت ہے ہو معاف قصور
کیا غرض تھی مجھے جو مین کہتا
عالمون کا ہی کام اے ذیشان
غیر مذہب پہ کیسے تھے احسان
دل دکہایا حضور نے کسکا
لڑتے آپسمین امت اسلام

کیونکہ سنی تو وہ ہے جو کف لسان کرتا ہے یعنی صحابہ کی شان میں زبان سے کچھ نہیں کہتا (اگرچہ دل میں سب کہتا ہو) یہ خلاف مذہب جو مدح ثلثہ کی گئی اسکو مذہب اہلسنت سے کیا علاقہ۔
اگر اسلام شائستگی سکہاتا ہے تو پہر اوسکی مخالفت کیوں کی جاتی ہے۔ فلاں بہان کی مدح و ذم سے اسکو تعلق نہیں تو پہر مدح چار یار پر کیوں جان دی جاتی ہے۔
افسوس صد افسوس کہ قرآن کی صریح آیت تو آپکو قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ میں مودت اہلبیت اطہار کی ہدایت کرتی ہے مگر آپ اوسکو چھوڑکر مدح چار یار پر جان دیتے ہیں جنکی نسبت یہہی لکھتے ہیں کہ اسلام کو فلاں دہیمان کی مدح و ذم سے سروکار نہیں پھر کیوں نہیں اپنی قوم کو سمجھاتے کہ اس فتنہ و فساد سے باز آئیں۔
یہ سچ ہے کہ اصحاب نے بہی دین کی سچی خدمتیں کی ہیں مگر اون اصحاب کو تو آپ چاہتے بھی نہیں۔ بلکہ اونسے اظہار عقیدت کرتے ہیں جو دین کے خراب کرنے والے تھے۔ اور دین کے بہانہ سے خلافت و سلطنت کے طالب جسے حاصل کرکے ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے آپ اونکی طرفداری کرکے کیا پائینگے۔
قرآن مجید میں ملاحظہ ہو منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ جنکی دنیا داری انکی مدہبی طور پر ظاہر ہے پھر اونکی مدح سرائی کیا اور اَیُّہم فتنہ و فسا دکیسا شیعہ اگر مدح اہلبیت کرتے ہیں تو اس اصول پر کہ حفاظت اسلام کیلئے اونہونے اپنی جان کی بھی پرواہ نکی۔ آپ ثلثہ کی مدح کس اصول پر کرتے ہیں۔ اسی اصول پر نہ کہ اونہوں نے تحصیل دنیا کیلئے ایمان کا بہی نہ خیال کیا۔
پھر لکھتے ہیں "اسلام ہمیشہ سے اتحاد و اتفاق کا حامی تہے اور اس لحاظ سے شیعونکی خاطر داری کیلئے اگر سنی مدح صحابہ کا جلوس نہ نکالتے تو کوئی ہرج کی بات نہ تھی۔ لیکن اگر اس پہلو میں سنیوں نے کمزوری دکہائی تو شیعونکو ناراض ہونیکی کوئی وجہ نہ تہی" اب براہ کرم فرمائے اتحاد و اتفاق کے باقی رکھنے میں کسنے کوشش کی آپکے ثلثہ نے جو جناب امیر کو مشغول دفن و کفن رسول دیکھکر اپنا کام کیا اور جبتک خلافت کو پختہ نہ کرلیا نہ مسجد رسول میں آئے نہ اسکو پوچھا کہ رسول اللہ دفن بھی ہوئے یا نہیں۔ یا اتحاد و اتفاق کا قائم کرنیوالا

جناب امیرؑ کو مانیگا جنہون نے وقت رسول اللہ کے مقابلہ مین نہ خلافت کا خیال کیا نہ سلطنت کا۔ بعد دفن بھی بجز جمع قرآن اور کوئی کام نہ کیا جسکی رسول اللہ وصیت کر گئے تھے یہانتک کہ خود خلفا نے بیعت کے لیے آپکو طلب کیا جسپر آپنے حق اپنا ظاہر کیا اور تلوار نہ نکالا۔ حالانکہ ابو سفیان کہہ رہا تھا تم ہاتھ بڑھاؤ ہم بیعت کر کے سارا مدینہ لشکر سے بھر دیتے ہین۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ آپکے خلفا نے اوس اتحاد و اتفاق کو باقی رکھنا چاہا جسکی تعلیم اسلام نے دی تھی۔ پھر کیون ایسے اتفاق شکن اشخاص کی مدح سرائی کی جاتی ہے جسکی عداوت باطنی نے اسلام کو ایسا متفرق کیا کہ کسی طرح اتفاق و اتحاد کا مادہ اوسمین نہین آتا۔

آپکی اس تحریر کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے آپکے دل مین کسی طرح راستی کا اثر باقی ہے کیونکہ شیعون کی خاطر داری کیلیے سنی مدح صحابہ کا جلوس نہ نکالتے، اوسوقت کہا جا سکتا ہے کہ کبھی بھی یہ جلوس نکلا ہو یا نکالا گیا ہو جب یہ اعزاز صحابہ کو کبھی دیا ہی نہین گیا کبھی کسی زمانہ مین نہ اونکا علم نکالا گیا نہ جھنڈا نہ اونکے نام کی مجلس ہوئی نہ مولود نہ فاتحہ نہ درود۔ تو پھر یہ جلوس بجز آتش عناد پھیلانیکے اور کس غرض سے نکالا گیا جسکا ظاہری مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلوس ہمیشہ سے ہوتا آیا اگر شیعون کی خاطر سے نہ کیا جاتا تو کوئی حرج نہ تہا۔ مگر جب اس جلوس کا کسی زمانہ مین وجود نہ تہا تو ایسی نزاع کی حالت مین یہ نیا جلوس بجز فساد کس نیت سے ہو سکتا ہے اور اس سے شیعون کے ناراضی کی بھی وجہ معلوم ہوئی کہ جب محض ہماری دل آزاری کیلیے یہ کام کیا گیا تو کیا وجہ کہ دل آزار نہو۔

پھر لکھتے ہین کہ تین برس ہوئے جب بعض سکھون نے گورو گوبند سنگھ جی کی شان مین ایک مدحیہ نظم شایع کی تھی جسمین وہ تمام صفات و اوصاف جو رسول اللہ سے مخصوص ہین گورو صاحب کے لیے استعمال کیے تھے بعض مسلمانون کو شاید یہ بات ناگوار بھی گذری لیکن قوم کیطرف سے کوئی اعتراض نہوا اور نہ ہونا چاہیے تھا ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے بزرگون کی جن الفاظ مین چاہے مدح کرے کسی کو ناگوار گذرنے کی کیا بات ہے،،

مگر افسوس کہ یہی اصول پر نہ غور کیا کہ اعتراض کن باتون پر تہا ایک طرف تو شہدائے کربلا کا تعزیہ اور علم جاتا ہے جنکی عظمت و محبت کا آپکو بھی دعویٰ ہے اوسکے مقابلہ مین آپ جھنڈا نکالتے ہین

جسکا یہان ذکر کوئی موقع نہ کوئی وجہ اور چونکہ جھنڈے والے عام طور سے جاہل و ناتعلیم یافتہ ہین جنسے کیسا کچھ فساد ہوچکا لہذا اسپر اعتراض کیا گیا اور خود گورنمنٹ نے اعتراض کیا جو جان و مال کی محافظ ہے۔ ورنہ آپنے لاکھون اشعار مدح صحابہ مین کہے ہزارون فرضی روایتین اونکے لئے وضع کین اسپر کسنے اعتراض کیا نہ تب اعتراض ہوا نہ اب ہوتا ہے سکھون نے ملکہ وکٹوریہ کی گورونبد کے لئے مدحیہ قصیدہ کہا تہا آپ ہزارون کہئے کوئی معترض نہین مگر آپ ہی انصاف کیجئے کہ جب خاص جلوس شیعون کا نکلتا ہو اوسوقت مین ایسا جلوس کیجئے تو جب امن ہوسکتا ہے۔

آپ صحابہ کو بلکہ عمر کو شیر خدا کہتے ہین شرطیہ نبی مانتے ہین۔ یزید کی منقبت کے قائل ہین اسپر توکبھی اعتراض نہین کیا گیا۔ تراویح پڑہتے ہین۔ غازی میان کا جھنڈا نکالتے ہین کوئی نہین پوچھتا کہ کیا کررہے ہو تم جانو تمہارا دین و ایمان۔ مگر ہماری امور مذہبی مین دست اندازی کیسی ہے کہ ایک طرف ہم روتے پیٹتے چلے جاتے ہین مصیبت زدہ ہین اور آپ اوسمین جھنڈا نکالتے ہین ہنستے ہین کودتے ہین خوشی مناتے ہین تو گورنمنٹ کیونکر اسکو گوارا کرسکتی ہے۔

گورونبد و سنگہ کی مدح کو آپنے ناحق اس تمثیل مین ذکر کیا کیونکہ محض مدح سے بحث نہین ہے بلکہ اون جھنڈونسے جو بیادگار یزید نکالا جاتا ہے اور اوس سے مقصود دلآزاری شیعون کی ہے۔

یہ خیال بھی غلط ہے کہ فیروز دیلمی جسکی کنیت ابولولو تھی قوم کا آتش پرست مجوسی اور حضرت عمر فاروق کا قاتل تہا لکہنؤ مین شیعہ اوسکی عید مناتے ہین اور باوجودیکہ اسلام سے اوسکو کوئی تعلق نہ تہا صرف قتل عمر کیوجہ سے اوسکو حامی اسلام و ناصر امیر المومنین کہتے ہین پارسال دھوم دہام سے اسکا جلسہ ہوا تہا اور ناظم صاحب کے مدرسہ مین بڑے جوش و خروش سے اسکے مناقب بیان ہوے تھے۔ مگر نہ کسی سنی کو شکایت ہوئی اور نہ کسی نے اعتراض کیا قوم کی حالت تباہ ہورہی ہے سنی و شیعہ اگر اس طرح قصاص کے لئے موقع کے منتظر رہینگے تو اسلامی حقوق کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ منصوبے ہی سوچتی رہیگی اور بازی

کانگریس کے ہاتھ میں ہوگی ۔"

چونکہ یہ قول تاقتاری صاحب ہی کا ثابت نہیں کہ فیروز دہلی نے نیر صاحب کا قول کیا
پھر اوس کی اجازت کے بعد انکو کیون شکایت ہو اور سبب اگر ہوا تو یہ سب جا بیجا چھیڑ ا
لہذا آپکو اعتراض کا کوئی حق نہیں ۔ بلکہ آپکو سوچنا چاہئے کہ یہ سب امور آپ ہی کی
تعلیم و تلقین کی بدولت پیدا ہو رہے ہیں ۔

اڈیٹر صاحب آپ ان اون طاقتوں میں ہیں جنکی بدولت کا مدار اس خانہ جنگی پر ہے
شاید وہ اخبار نویس ہیں جو کتابوں کا خلاصہ ترجمہ کرکے قوم کا پیسہ برباد کرین ۔ اپنی ہوا خواہی
کا خیال کیجئے اپنے دعوی صلح کل کا لحاظ کیجئے ۔ اور پھر دیکھئے کہ آپکی پیغمبرانہ آتش عناد کو تیز
کرنیوالی ہو گیا ۔ شیعوں کی تحریروں کو تو آپ بے سرپستی قرار دیتے ہیں پھر اپنی قوم کو جھگڑا
کیون جنگ پرست بناتے ہیں جو جھنڈا لگانے کی ترغیب دیتے ہیں ۔

افسوس صد افسوس کہ ایک طرف قوم کی تباہی پر رو رہے تھے دوسری طرف اسکی
یہی ہدایت کرتے ہیں کہ تم خوب جھنڈا لگا لو جو صحابہ پر تبرا کرے وہ مجرم نہیں دل آزار نہیں ۔

آپ کچھ تو انصاف کیجئے خدا کی مسلمانان ہند میں ایسا کون ہے کہ کبھی اپنے خاندان میں بھی اس
جھگڑا یا رسم کو سنا تھا ۔ یا لکھنؤ کے اس تازہ بدعت کے سوا کسی ملک کسی شہر میں اسکا
نام سنا تھا ۔ پھر کیون نہیں اپنی قوم کو ہدایت کرتے کہ دبی ہوئی آگ کو نہ سلگاؤ اسلام
مٹا جاتا ہے جسقدر باقی ہے اوسکو رہنے دو ورنہ اسلام کا نام دنیا سے مٹ جائیگا ۔

ترکی کا نامبارک انقلاب
منقول از وکیل مورخہ ۔ جون

ہندوستان کے بعض اسلامی اخبارات نے سلطان عبدالحمید خان کی معزولی کے بعد اون کی طرف
میں جو مضامین لکھے ہیں اُن سے ہمارے ناظرین یقیناً واقف ہونگے ہمارے معزز دوست
مولوی محمد انشاء اللہ خان ایڈیٹر اخبار وطن لاہور نے اس باب میں خصوصیت کے ساتھ
حصہ لیا ہے ۔ انہوں نے صرف اپنے ہی اخبار میں مضامین لکھنے پر اکتفا نہیں کی ۔ بلکہ مصر کے
مشہور ترین رسالہ المنار میں یہ دونون مضمون کسی قدر زبان کی اصلاح کے بعد شائع
کرائے گئے ہیں ۔ اور اسی کے ساتھ المنار کے روشن خیال اور عالی دماغ ایڈیٹر نے

موجودہ ٹرکی معاملات کے متعلق مسلمانان ہند کی غلط فہمی رفع کرنیکی غرض سے ان مضامین
پر نکتہ چینی کی ہے۔ المنار کی اس نکتہ چینی کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ہمکو پہلے سے یہ بات معلوم تہی کہ ہندوستان کے اخبارات ہمیشہ سلطان عبد الحمید خان کی
تعریف مین رطب اللسان رہتے ہین اور اس باب مین کچھہ ملمع سازی سے کام لیتے ہین لیکن یہ
بات ہمارے وہم مین کبھی نہین آئی تہی کہ وہ دولت عثمانیہ کے حالات سے اس درجہ بیخبر اور جاہل
مطلق ہونگے کہ اون کو وہان کی کسی بات کی بہی حقیقت نہ معلوم ہوگی۔ جیسا کہ ان دونو
مضامین سے ظاہر ہوتا ہے۔

ہمکو اول اول کسی قدر اس بات پر یقین تہا کہ ہندوستان کے مسلمان اخبار نویس دولت عثمانیہ
کے صحیح واقعات اور وہان کے سلطنت کے اصلی حالات سے کم سے کم یورپ کے اُن اخبارات ہی کے ذریعے
سے جن پر تعریف بیجا کرنیکے لئے سلطان کی رشوت کا جادو نہین چل سکتا تہا کچھہ نہ کچھہ آگاہی ضرور رکھتے
ہونگے۔ لیکن وہ ان حالات کو عمداً چھپاتے ہین۔ وہ عثمانی اخبارات مین جو تعریف سلطان کی چھپتی
ہے (اور وہ جہوٹی مدح کرنے پر مجبور رہتے ہین) یا اُن یوروپین اور مصری اخبارات مین (جن کو مدح
سرائی کی اجرت سلطان کی طرف سے ملتی ہے) کسی مالی فائدہ کے خیال سے یا اجتہادی غلطی سے جو
مداحانہ مضامین شایع ہوتے ہین اُنہین کو ہندوستان کے مسلمان اخبار نویس چھاپ دیتے ہین۔

ہم ایسے خوش عقیدہ اور نیک نیت لوگون کی نسبت جیسے کہ ہمارے ہمعصر ایڈیٹر اخبار
وطن ہین حسن ظن رکہتے تھے اور انکو معذور سمجھتے تھے کہ یہ حضرات اس خیال سے حقیقت حال کو شایع
نہین کرتے کہ کہین مسلمانان ہند کا تعلق دولت عثمانیہ کے ساتہہ کمزور نہ ہو جائے جو اسکو بمنزلہ خلافت
اسلامیہ کے سمجھتے ہین۔ بلا شبہہ وہ تمام مسلمان جو کسی غیر سلطنت کے محکوم ہو گئے ہین (خواہ وہ سلطنت
کیسی ہی قوی اور مغرور کیون نہو) دولت عثمانیہ کو ایسا ہی سمجھتے ہین۔ مصر کے اسلامی اخبارات
کی بہی خواہ وہ سلطان عبد الحمید خان کے طرفدار ہون یا نہ ہون یہی پالیسی واقع ہوئی ہے
کہ وہ دولت عثمانیہ کے ساتہہ تمام دنیائے اسلام کے تعلقات کو مضبوط رکہنے کی کوشش کرتے ہین۔
اس پالیسی کا لحاظ کرنیکے بعد بہی مصر اور ہندوستان کے اسلامی اخبارات کا سلطان
عبد الحمید خان کی بیجا تعریف کرنا اور ان پر جو اصلی عیب گیری کی جاتی تہی اُسکا سختی سے مقابلہ

رکھنا ہمیشہ سے ہمارے نزدیک خود دولت عثمانیہ کے لئے ایک نقصان رسان امر تھا۔ اگرچہ ایسی عقائد کی بنا خوش اعتقادی اور نیک نیتی پر ہو۔ یا وہ کسی طمع سے اور کسی نفع کی امید پر رکھے جاتے ہوں مگر ان کی وجہ سے گو بہت مسلمانوں کے دل بجائے اسکے وہ خلافت اسلامیہ کے وابستہ ہوں ایک خاص شخص کی ذات سے تمام مسلمانوں کا وابستہ ہو جانا ہر ایک عاقل کے نزدیک مضر ہے خواہ وہ خاص شخص کیسا ہی مصلح اور مدبر کیوں نہو۔ چہ جائیکہ وہ مفسد ملک اور مخرب قوم ہو اسلئے کہ عقل کا اقتضا یہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام کا تعلق کسی فرد خاص سے نہو۔ بلکہ خلافت کے ساتھ ہو۔ سلطان عبدالحمید خان کی ذاتی قوت جس قدر بڑھتی جاتی تھی۔ اسی قدر عثمانی قوم اور دولت عثمانیہ کی قوت کمزور ہوتی جاتی تھی۔ کیونکہ تمام قوم اسکے ہاتھ میں بمنزلہ ایک کٹھ پتلی کے ہو گئی تھی اور وہ جس طرح چاہتا تھا اُن کو نچاتا تھا بڑے بڑے وزیروں مشیروں اور گورنروں کے لئے یہ امر ناممکن ہو گیا تھا کہ وہ کوئی کام شرع یا قانون کے مطابق مستقل طور پر انجام دے سکیں جس کا نتیجہ قوم کی بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے اور حکومت اور دولت کے لئے اس سے بڑھکر اور کونسی تباہی ہو سکتی ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ غازی احمد مختار پاشا نے بارہا مجھ سے (ایڈیٹر المنار سے) کہا کہ میں نے کئی مرتبہ اس بات کی کوشش کی اور سلطان کو سمجھایا کہ عدلی اور عاملانہ اختیارات علیحدہ علیحدہ کر دئے جائیں تاکہ لوگوں کے جانی اور مالی حقوق کی حفاظت بخوبی ہو سکے اور میں نے اس درخواست میں بڑے بڑے ارکان دولت کو بھی شریک کر لیا تھا مگر سلطان ایسی درخواستوں سے ہمیشہ ناراض ہوتے تھے اور اُن کو سختی کے ساتھ نامنظور کرتے رہے۔ کیا کوئی قوم اس وقت تک ترقی کر سکتی ہے یا کوئی سلطنت اسوقت تک قائم رہ سکتی ہے جب تک قانونی اور سیاسی محکمے جدا جدا نہوں۔

مجھے اس امر کا بھی یقین تھا کہ جس طرح سلطان کی بیجا تعریفیں دولت کیلئے مضر ہیں اسی طرح وہ خود اُن مسلمانوں کے لئے بھی مضرت رسان ہیں جو ان تعریفوں کو سنکر یہ سمجھ جاتے ہیں کیونکہ وہ کوششوں سے دست بردار ہو کر دولت عثمانیہ پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ جو اُن کو کسی طرح کا نفع بہنچانیکے قابل نہیں ہے آج سے دس سال پہلے ۱۳۱۶ھ کے المنار کے پہلے نمبر میں ہم بعینہ یہی رائے ظاہر کر چکے ہیں۔ حالانکہ اسوقت سلطان عبدالحمید خان کی تباہ کاریوں کا ہلکا

بہت کم علم تہا اور ہم اُنکے ساتھ حسن ظن رکہتے تھے اور اُن کی نکتہ چینیون کا جواب دینے کے لئے تیار رہتے
تھے آج دس برس کے بعد موجودہ واقعات نے کامل شہادت دی ہے کہ ہماری رائے بالکل ٹہیک تھی
اور سلطان عبد الحمید خان کی بیجا سرائی دولت عثمانیہ کیلئے بہت نقصان دہ ثابت ہوئی۔

آج کل اکثر اسلامی اخبارات اور وہ لوگ جو اُن کی رایون کے پیرو ہین عثمانی قوم اور عثمانی سلطنت
کی نسبت بدگمانی مین مبتلا ہین۔ اور خیال کرتے ہین کہ آزاد خیال ترک اور ترکی فوج اور ممبران
پارلیمنٹ جو تمام ترکی قوم کے نمایندے ہین یہ سب کے سب اسلام اور سلطنت کے دشمن اور غدار ہین۔ اور صرف
سلطان عبد الحمید خان حق پر تھے اور اُن کا تخت سلطنت پر رہنا ہی ایک ایسی چیز تھی جس سے سلطنت
عثمانیہ اور اسلام کا بقا ممکن تہا اور اُن کا تخت سے معزول کیا جانا سلطنت عثمانیہ اور اسلام
دونون کے لئے خطرناک ہے ع برین عقل و دانش بباید گریست

آخر لوگ یہ کیونکر خیال کرتے ہین کہ یہ سلطان مصلح ملک و قوم اور ترقی اسلام کا باعث تہا۔
حالانکہ ۳۳ سال تک حکومت کرنیکے بعد بہی وہ اس قابل نہین ہوا کہ ملک مین امن و امان قائم کرتا
اور سلطنت کے حصون کو محفوظ رکہ سکتا۔ اُسکو اتنی بہی تمیز حاصل نہین ہوئی کہ وہ اُن لوگون کو
پہچان سکے جو ملک کے اصلی بہی خواہ اور اُسکو ترقی دینے والے ہین۔ وہ سلطنت کیسے باقی رہ سکتی ہے جسکا
وجود ایک ستر برس کے بوڈہے کی ذات سے وابستہ ہو۔ اور جس نے بڑہاپے مین سوا جبر و ظلم کے
اور کوئی خوبی پیدا نہ کی ہو۔

مصری اخبارات نے سلطان عبد الحمید کی جو بیجا بیجا خواہیان کی ہین۔ اُنکا اثر مصر پر تو
قریب قریب ویسا ہی پڑا ہے جیسا کہ ہندوستان مین وہان کے اخبارات نے پہیلایا ہے۔ یہان
(یعنی مصر مین) جب ترکی دستور کا اعلان ہوا تو اس نئے دور کی خوشی مین ایک بہت بڑا
جلسہ منعقد کیا گیا اور اس مین بیشمار مصری جمع ہوئے اس جلسہ مین ایک عجیب بات یہ دیکہنے
مین آئی کہ حاضرین کا ایک جم غفیر یہ نعرہ لگا رہا تہا کہ سلطان زندہ رہین اور نوجوان ترک
غارت ہوون۔ حالانکہ نوجوان ترک عثمانی قوم ہی کے افراد ہین جو ملکی اصلاح کے خواستگار ہین
اور جنکی کوشش سے دستوری حکومت حاصل ہوئی ہے۔ انسان کی فطرت مین کس قدر کمزوری
ہے کہ آج لوگ سلطان عبد الحمید خان کو ویسا ہی خیال کرتے ہین جیسا کہ مصر مین قدیم زمانہ

مین فرعون خیال کیاجاتا تہا۔ فرعون نے دعوی کیا تھا کہ انا ربکم الاعلی (یعنی مین تمہارا سبسے بڑا رب ہون) پہر کہا تہا کہ ما علمت لکم من الہ غیری۔ (یعنی میرے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہین ہی) انجام یہ ہوا کہ لوگون نے اسکا کہا مانا اُسکو رب سمجہا اور اُسکی پرستش کی۔

اس تمہید کے بعد اب مین اپنے دونون ہمعصرون (یعنی وطن اور آبرزور) کی غلطیان ظاہر کرنا ضروری سمجہتا ہون جو اُن کے مضامین سے ظاہر ہوتی ہین۔ ان مضامین مین سلطان عبدالحمید خان کی تعریف مین شاعری اور فصاحت و بلاغت کی تمام قوت صرف کر دیگئی ہے۔ اور اس بات کا دعوی کیا گیا ہی کہ تمام دنیائے اسلام سلطان کی معزولی پر مغموم اور اشکبار ہے۔ (الحمدللہ کہ عثمانی دنیا اس واقعہ سے اس قدر مسرور ہے کہ آجتک اسکو کبہی ایسی مسرت اور خوشی کا موقع حاصل نہین ہوا تہا۔ المنار) (اڈیٹر اہلحدیث بہی غور کرین) اصلاح

سب سے پہلے ہم اڈیٹر صاحب اخبار وطن کے دلائل کا جواب دیتے ہین پہر ہم اُن زاید باتون پر غور کرینگے جو اخبار آبرزور نے اپنے مضمون مین تحریر کی ہین۔

ہمارے ہمعصر وطن کا دعوی ہی کہ سلطان عبدالحمید خان نے دنیا پر یہ بات ثابت کر دی ہی کہ وہ دستوری حکومت کو پسند کرتے تھے۔ اور سچے دل سے اسکے حامی تہے جسکی سند رجہ ذیل دلیلین دی گئی ہین۔

(۱) جب اُن سے دستوری حکومت طلب کی گئی تو اُنہون نے بغیر خون بہائے دستوری کا حق عطا کر دیا۔

(۲) اُنہون نے بار بار تصریح کی کہ مین دستوری کا حامی ہون۔

(۳) پارلیمنٹ کو اُنہون نے کبہی نقصان پہنچانے کی کوشش نہین کی۔

(۴) اُن کی ذاتی حفاظت کیلیے جو فوج تہی اُسکو اُنہون نے محکمہ جنگ کے ماتحت کر دیا پہر وہ وہ محافظ فوج کے قسطنطنیہ سے باہر بہیجدینے پر رضامند ہوگئے۔

(۵) آخر مین جب سالونیکا کی فوج قسطنطنیہ مین داخل ہوئی اور اُسنے قصر یلدیز پر قبضہ کرنا چاہا تو سلطان نے اپنی محافظ فوج کو لڑائی سے باز رکہا حالانکہ اُن کو یہ قدرت حاصل تہی کہ وہ اپنی محافظ فوج کو باہر نہ جانے دیتے۔ نیز وہ ایک بہاری جنگی فوج مقابلہ کیلئے جمع کر سکتے تھے اور جب

فوج نے انجمن اتحاد و ترقی سے انحراف کیا اُسکو جنگ پر آمادہ کر سکتے تھے -
(۲) کسی بڑی یوروپین طاقت کی حمایت مین آنا اُنہون نے منظور نہین کیا جس سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ وہ دستور کے سچے بہی خواہ تھے اور قوم اور ملک کو خطرہ مین ڈالنا نہین چاہتے تھے
یہ دلیلین ہین جو اخبار وطن کے ایڈیٹر صاحب نے پیش کی ہین - لیکن ہم کہتے ہین کہ یہ تمام دلیلین سراسر
غلط ہین ترتیب وار ہم ہر ایک دلیل کے متعلق لکھتے ہین -

(۱) سلطان نے اپنے اختیار اور رضامندی سے دستور کی منظوری نہین دی - بلکہ جب دستور
کی درخواست کی گئی تو اسکے ساتھ قسطنطنیہ کے دروازہ پر ایک نہایت زبردست فوج بہی موجود
کی گئی تہی جو نامنظوری کی صورت مین فوراً حملہ آور ہوتی - یہ خوفناک منظر دیکہکر سلطان نے اپنے
مشیرون اور صلاح کارون کو جمع کیا اپنے خاص مشیر سعید پاشا سے بہی مشورہ کیا جس پر اُنکو
سب سے زیادہ اعتبار تہا - تمام رات اُن کے باہم مشورے ہوتے رہے - اور صبح تک معاملہ کے
ہر پہلو پر کافی غور کر لیا گیا - اور یقین ہو گیا کہ اب اس فوج کا مقابلہ کسی قوت کے ساتھ بہی نا ممکن
ہے یہ بات بہی قطعی طور سے ثابت ہو گئی تہی کہ قلعہ قسطنطنیہ کی فوج بہی سالونیکا کی فوج کے
ساتھ در پردہ متفق ہے - اور وہ مقابلہ کرنا تو درکنار خود اُنہی کی امداد کریگی پہر یہ بہی معلوم
ہو گیا کہ صرف قلعہ کی فوج ہی نہین بلکہ یلدیز کی محافظ فوج مین بہی سالونیکن فوج کی ہمدردی
کے جراثیم پہیلے ہوئے ہین - اُن تمام مشکلات کا خیال کرکے اُنہون نے اپنی تئین سخت مجبور پایا
اسکے بعد سلطان نے شیخ الاسلام سے اس بات کا فتوی لکہوانا چاہا کہ سالونیکا کی فوج باغی ہے
اور باغیون سے لڑنا لازم ہے جسکا مدعا یہ تہا کہ وہ مذہبی رنگ مین اس لڑائی کو شروع کرین - مگر
شیخ الاسلام نے کہا کہ اُن کا باغی قرار دیا جانا نا ممکن ہے - اسلئے کہ وہ ایک شرعی اور قانونی حق
یعنی دستوری حکومت طلب کرتے ہین جس کا خدا نے بہی حکم دیا ہے - الغرض ہر طرف سے مجبور اور مایوس
ہو کر با دل ناخواستہ دستور کو منظور کرنا پڑا - اسکے بعد سلطان نے مکاری اور فریب کے ہتہیار
استعمال کرنے شروع کئے تاکہ دستور ملیامیٹ کر دیا جائے اور اسکے حامی نیست و نابود کر دیئے
جائین جیسا کہ ۱۸۷۸ء مین کیا تہا - اس مکاری اور فریب کے ثبوت دینے کی کوئی ضرورت نہین
کیونکہ اس آخری فتنہ مین معزولی کے وقت وہ تمام مکاریان اور روباہ کاریان جو دستور کے

تو دشمنے کے لئے گئی کوئی نہیں اسلئے عیاں ہو گئیں جس طرح روز روشن میں آفتاب۔

شاید اب ہماری ہندوستانی ہمعصروں کو اسباب کا علم ہو گیا ہو گا کیونکہ پہلے جو کچھ انہوں نے لکھا تھا وہ قبل از وقت تھا۔ اور موجودہ شورش کے اصلی اسباب سے اُن کو واقفیت نہ تھی۔

(۲) سلطان نے بار بار اس امر کی تصریح کی کہ میں دستور کا حامی ہوں۔ یہ ایک ایسا دعوی ہے جسکی کوئی دلیل نہیں ہے۔ انجمن اتحاد و ترقی کے متعلق جو سلطان نے اپنی رضامندی کا اظہار کیا یا اسکا ممبر بننا یا پریسیڈنٹ ہونا منظور کیا۔ یہ بھی اُن کی ایک مکاری اور روباہ کاری تھی ہم شروع عہد حکومت سے آجتک اُن کے ہزاروں فریبوں اور مکاریوں کو جانتے ہیں مگر انکا ذکر چھیڑنا پسند نہیں کرتے۔

(۳) پارلیمنٹ کو انہوں نے کوئی نقصان پہنچانیکی کوشش نہیں کی۔ یہ ایک ایسا جملہ ہے جسکا مطلب ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبروں کے قتل کرنیکے لئے قصر یلدیز کی فوج بھیجدیتے۔ اور کیا یہ ممکن تھا جبکہ ان ممبران پارلیمنٹ کی حفاظت کیلئے تمام بری اور بحری فوجیں کمربستہ تھیں یہ تو صرف وہی شخص خیال کر سکتا ہے جسکے دماغ میں عقل موجود نہو یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جب تک وہ طاقت نہ توڑی جا جس نے دستوری حکومت قائم کی تھی سلطان کو خود مختارانہ حکومت کسی طرح واپس نہیں مل سکتی تھی۔ سلطان نے مذہب کے بہانہ سے فوج کو نوجوان ترکوں کے برخلاف اُکسانا چاہا اور انجمن اتحاد و ترقی کو برباد کرنے کی کوشش کی۔ اس بات کی مطلق پروا نہیں کی گئی کہ اس خطرناک فریب سے ملک اور قوم پر تباہی آجائیگی۔

(۴) سلطان نے اپنی ذاتی حفاظت کی فوج کو محکمہ جنگ کے ماتحت کر دیا مگر نہیں دیا۔ بلکہ [illegible] جب محکمہ جنگ نے ان محافظوں کو قصر یلدیز سے بدلنا چاہا تو سلطان نے بہت حیلے حوالے کئے پھر مقابلہ کرنیکی بھی کوشش کی۔ مگر مقابلہ ناممکن نظر آیا کیونکہ تمام فوج اور جنگی جہاز محکمہ جنگ کے ہاتھ میں تھے اور اسنے یہ قانون بنا دیا تھا کہ جسکے احکام کی خلاف ورزی میں سزائے موت دی جائیگی۔ مجبوراً اس فوج کو جو سلطان کی محافظ تھی محکمہ جنگ کے حکم پر عمل کرنا پڑا ورنہ قصر یلدیز پر چشم زدن میں حملہ کر دیا جاتا۔

(۵) سلطان نے قصر یلدیز کی محافظ فوج کو لڑائی سے باز رکھا۔ اسکا سبب ہمدردی یا ملک و قوم کی محبت ہرگز نہ تھی بلکہ محض یہ وجہ تھی کہ مقابلہ ناممکن ہو گیا تھا کیونکہ سالونیکا کی فوج نے قسطنطنیہ

کے فوجی مقامات اور قلعون پر قبضہ کرلیا تہا قصر یلدیز کا پانی - روشنی - اور رسد سب کچھ بند کردیا تہا
اگر ایسی حالت مین قصر یلدیز کی فوج مقابلہ کرنے کی کوشش بہی کرتی تو زرا سے کہ توپون کے گولو
سے یلدیز کے پرخچے اُڑ جاتے اور سلطان کی جان جاتی - اور کیا نتیجہ ہوتا ؟

(۲) سلطان کسی بڑی یوروپین طاقت کی حمایت مین نہین آئے - اسکی وجہ بہی یہہ کہ ایسا کرنا ممکن نہین تہا - خاصکر اسوقت جبکہ اُن کو اپنی اس مکاری کی چال سے بہی کوئی کامیابی نظر نہین آئی - ہم کو نہایت تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے ہندوستانی بہائی یہ کیسے خیال کرتے ہین کہ سلطان اس فتنہ کے بانی نہین ہین - قسطنطینہ کی فوجین سالونیکا کی فوجون سے کیسے لڑسکتی تہین - اگر اُن کو سلطانی اشارہ نہوتا یہ صرف سلطانی اشارہ ہی کا سبب تہا کہ وہ اپنے اپنے افسرون کے حکم سے باہر ہوگئے اور اُنہون نے چلاّنا شروع کیا کہ سلطان زندہ رہین اور دستور غارت ہو نیز اُنہون نے انجمن اتحاد و ترقی کے ممبرون کو ایک طرف سے قتل کرنا شروع کردیا - آخر یہ سلطان کے وہ اور کس کے بل پر ناچتے تھے - اگر اس شورش کے ختم ہونے کے بعد واضح اور قطعی دلائل اس بات کے نہ بہی ملتے کہ سلطان ہی اس فتنہ کے بانی تھے تو کم سے کم اس ایک بات سے جس کا ہمنے ذکر کیا یہ امر خیال مین آسکتا تہا کہ اصلی بانی فساد وہی ہین -

جب سلطان عبد الحمید خان نے اُس فوج مین فتنہ و فساد پیدا کردیا جو انجمن اتحاد و ترقی نے بہیجی تہی تو اُسوقت تو اور بہی مصیبت نازل ہوئی جبکہ پہلی محافظ قصر یلدیز مین موجود ہوتی جس کو سلطان نے ناز و نعمت کے آغوش مین پالا تہا - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ جنگ نے بہت ہی اچہا کیا جو اس نابکار فوج کو اُس سلطان کے قصر سے دور ہٹا دیا جس کے گوشت پوست بلکہ پٹھون تک مین استبداد کی روح حلول کرگئی تہی - یہ محافظ محکمہ جنگ سے سرکشی کرتی رہتی تہی - مگر آخر کار بزور دفع کی گئی - کیا محافظ فوج کے متعلق ہماری یہ دلیل ہمارے دوست ایڈیٹر "وطن" کی دلیل سے زیادہ صحیح اور قوی نہین ہے -

اسکے بعد ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے حسب مندرجہ ذیل سلطان کے وہ قومی اور ملکی کارنامے گنائے ہین جو اُنہون نے اعلان دستور سے پہلے انجام دئیے ہین - مگر وہ ایسے دعوے ہین جن کے ساتھہ کوئی دلیل نہین ہے :-

(۱) وہ لکھتے ہین کہ سلطان نے خزانے کی اصلاح کی اور اسکو معمور کر دیا۔ اور یوروپ کے بازارون مین یوروپ کی کسی بڑی سے بڑی سلطنت کے برابر اپنا مالی اعتبار قائم کر دیا۔

یہ دعوی ایسا عجیب و غریب ہے کہ جہانتک مین خیال کرتا ہون آجتک کسی شخص نے دیدہ و دانستہ یا اُجرت لیکر بھی سلطان کی کبھی ایسی تعریف نہین کی۔ اس سلطان کے مداح اسکی ایسی تعریف لکھتے تھے جن کو ہر شخص جھوٹ نہ سمجھے۔ ایسی بدیہی غلط مدح سرائی کسی نے نہین کی۔ سلطان عبد الحمید خان نے سلطنت کی مالی حالت اس قدر خراب کی ہے کہ یوروپ کے کسی بازار مین ذرہ برابر بھی اس سلطنت کا اعتبار نہین رہا۔ کوئی قوم اسکو قرضہ نہین دیسکتی تھی جبتک کہ وہ سلطنت کی کسی خاص آمدنی کے ذریعہ پر بطور ضمانت کے اپنا قبضہ نہ کرلے۔ چنانچہ آج سلطنت کی آمدنی کے بہت سے ذرایع اسی طرح کے ملکی قرضون مین مکفول ہین۔ اس سلطان کے عہد حکومت مین کوئی بجٹ تیار نہین ہوتا تھا جسپر حکومت کا دارومدار ہو۔ وہ سلطنت کی آمدنی مین سے لاکھون پونڈ خود غبن کر لیتے تھے سوا اسکے اور حاکمون کو قوم اور ملک کے لوٹنے کی عام اجازت تھی۔ بشرطیکہ خود سلطان کو بھی اسمین سے کچھ حصہ ملتا رہے۔ اعلان دستور کے بعد ایک مشہور فرانسیسی مالیہ دان موسیو لوران مالی حالت کی درستی کیلئے بلوایا گیا تھا۔ مگر جب اُسنے مالی حالت اچھی طرح معائنہ کیا تو کہا کہ یہان کے مالیہ کی اصلاح نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ اور آخر کار وہ بھاگ گیا گورنمنٹ باوجود ہزار کوشش کے ابتک پارلیمنٹ کے سامنے کوئی بجٹ پیش نہین کرسکی۔

ہان! سلطان نے سلطنت کے خزانے کو برباد کرکے اپنا شخصی خزانہ خوب آباد کیا تھا۔ لاکھون پونڈ قصر یلدیز کے صندوقون مین بھرے رہتے تھے یا یوروپ کے بنکون مین جمع کیے جاتے تھے۔ لاکھون پونڈ کی رقم شہوت پرستی اور جاسوسون کی تنخواہ مین صرف کی جاتی تھی حالانکہ سلطان کو یہ علم بھی تھا کہ فوج کو نہ کھانے کو ملتا ہے نہ پہننے کو۔ یہانتک کہ یمن مین فوج کے جو سپاہی رہتے تھے۔ ان کو بھوک کی سختی سے حنظل کھیچ کھانے پڑتے تھے جس سے اُن کی آنتین کٹ کٹ جاتی تھین۔

(۲) وطن نے لکھا ہے کہ جدید قواعد جنگ کے مطابق سلطان نے فوج کو مرتب کیا۔ ہم کہتے ہین کہ دولت عثمانیہ قدرتی طور پر ایک جنگی سلطنت ہے۔ سلطان محمود نے یہان کی فوجون کو یوروپ کے طریقے پر آراستہ کیا تھا اور یہان کی فوجی حالت ترقی کر چلی تھی۔ مگر عبد الحمید خان نے اپنی تدبیرون

سے اسکی ترقی کی رفتار کو بہت سست کر دیا تھا اور بحری اور بری فوجون کے کامون مین خلل آگیا۔ ترسانہ۔ توپخانہ۔ اور بارود خانہ وغیرہ کی حالت بجائے ترقی کرنیکے بہ نسبت پہلے کے بہی ابتر ہوگئی۔ اگر ترقی کی یہی رفتار چلی جاتی تو آج ہمکو یورپ کے کارخانون سے گران قیمت پر سامان جنگ خریدنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ یہ خرید سامان بہی دربار سلطانی کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ تھا جس سے وہ اُس رقم کو جو فوج کیلئے رکھی جاتی تھی۔ اپنے ہاتھہ مین لیکر اُسکا بہت سا حصہ ہضم کر جاتا تھا۔ اس قسم کی بے ترتیبیان غبن اور بڑی بڑی خیانتین فوجی ترقی مین رکاوٹ کا باعث ہوگئین اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہم ہر چیز مین یورپ کے محتاج ہوگئے۔ سلطان نے فوجی تعلیم کو روکنا چاہا۔ اور کئی بار قصد کیا کہ جنگی کالج توڑ دیا جائے فوجی افسرون کی ترقی خاص سلطان کے ارادہ اور مرضی پر موقوف ہوگئی۔ اس بات کا خیال نہین رہا کہ جو افسر ترقی کا استحقاق رکہتا ہو اُسکو ترقی دیجای۔ اعلی سے اعلی تعلیمیافتہ فوجی افسر اس سلطان کے زمانہ مین بے عزت اور جلاوطن کئے گئے یہ دردناک داستان بہت طویل ہے ان خرابیون اور تباہیون کی کہان تک تفصیل کیجائے جو اس سلطان کے زمانہ مین واقع ہوئی ہین۔

(۴) سلطان نے تعلیم پہیلانے کی بہت کوشش کی۔ اور علوم جدیدہ سلطنت مین رائج کئے۔

ہم کہتے ہین تعلیم ہر سلطنت کیلئے ایک لازمی شی ہے خاصکر اس زمانہ مین۔ ترقی کے اصول کے مطابق ٹرکی کو اگر وہ انگلستان یا فرانس کی برابر نہو تو کم سے کم جاپان کے برابر تو ہونا چاہئے تہا۔ مگر عبد الحمید خان نے نہایت سختی کے ساتھہ علم کو مٹانے کی کوشش کی۔ اور ٹرکی کے تمام مدارس کو بچون کا کھیل بنا دیا۔ دینی طلباء کے امتحان کا جو طریقہ تہا وہ اُٹھا دیا گیا طلباء نے پڑھنا اور علمی بحث کرنا چھوڑ دیا۔ اعلان دستور کے بعد جب اُن کے امتحان دینے کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ امتحان دینے سے بالکل عاجز ہین۔ اسلئے مجبوراً امسال درگذر کرنی پڑی۔ اب سال آیندہ سے امتحانات جاری کئے جائینگے

ٹرکی کے عام وخاص سب لوگ جانتے ہین کہ سلطان کی نگاہ مین دینی اور دنیوی علوم مین مشغول ہونے سے زیادہ اور کوئی جرم نہین تھا خوف کے مارے لوگون نے علم کی تحصیل ترک کر دی تھی۔ اس سلطان کی حکومت کے آخری زمانہ مین ہزارون خانہ تلاشیان ہوئین پولیس کے سپاہی لوگون کے گہرون سے کتابین ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالتے اور جلاتے تھے۔ اور کتابونکے مالکون کو سزا دیجاتی تہی۔ تلاشی کے خوف سے بہت لوگ خود اپنی کتابین خود جلا دیا کرتے تھے بہت لوگون نے کتابین زمین مین دفن کر دی تہین

ملک شام مین ایک سال کے اندر ہزارون قلمی اور مطبوعہ کتابین جلائی گئین - اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عبدالحمید خان نے علم کی کیسی حمایت کی - اور اس زمانہ مین کیسے کیسے بڑے محقق اور موجد پیدا ہوئے -

(۴) وطن لکھتا ہے کہ سلطان عبدالحمید خان نے اپنی حکومت کے ۳۳ سال قومی اور ملکی بہبودی مین بسر کئے - ہم کہتے ہین کہ قومی اور ملکی بہبودی مین نہین بلکہ قومی اور ملکی بربادی مین عبدالحمید خان نے قوم اور ملک کو ایسا تباہ کیا کہ اس تباہی کی نظیر نہین مل سکتی ہماری ہندوستان کے مسلمان بھائی جو بیانین زبان سے نکالتے ہین انہون نے نہ اپنی آنکھون سے کچھ دیکھا اور نہ کچھ آزمایا برخلاف اسکے ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین اور کانون سے سنتے ہین اور اُن بدبختیون کو جھیل رہے ہین جو اس سلطان کی بدنظمی اور بدتدبیری سے ہم پر نازل ہوی ہین -

(۵) وطن نے لکھا ہے کہ سلطان نے رستے درست کئے ریل کی سڑکین بنائین - اور آبپاشی کیلئے نہرین جاری کرائین حقیقت یہ ہے کہ قوم کے لئے اس سلطان نے کچھ نہین کیا البتہ حجاز ریلوے اسکا ایک کام ہے جو محض اس خوف سے تعمیر کرائی گئی تھی کہ مبادا حجاز مین عربی خلافت جداگانہ قائم ہو جائے - غیر ملکون کی کمپنیون کو ریل کے جو ٹھیکے دئے انکی بنیاد بھی خود غرضی پر تھی - کیونکہ انہین لوگون کو ٹھیکہ دیا جاتا تھا جو کافی رشوت دیتے تھے اور کمپنی کے بہت سے حصے خاص سلطان کیلئے رکھے جاتے تھے سچ یہ ہے کہ اس سلطان نے ملکی اور قومی بہبودیون کو اپنی شخصی اغراض کے عوض مین بیچ ڈالا تھا - رہا نہرون کا ذکر سو ہم ایڈیٹر صاحب اخبار وطن سے دریافت کرتے ہین کہ وہ ذرا یہان آکر ہمین دکھائین کہ وہ نہرین کہان ہین - ملک کے وہ کونسے حصے ہین جو ان نہرون سے فائدہ اٹھاتے اور مالا مال ہوتے ہین -

(۶) وطن نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ سلطان نے سلطنت کو ضایع ہونے سے بچایا - ہم کہتے ہین کہ سلطان نے اپنی حکومت کے زمانہ مین ایک تہائی سلطنت ضایع کر دی - اور اگر وہ خود مختاری کے ایک سال بھی اور رہجاتے تو مقدونیہ کے تینون حصے ہاتھ سے نکل جاتے - انجمن اتحاد و ترقی نے انقلاب کی تحریکون مین اسی وجہ سے نہایت عجلت سے کام لیا کہ اُن کو یقین ہو گیا تھا کہ تمام دول یورپ مقدونیہ کو سلطنت عثمانیہ سے آزاد کرنے پر تلی بیٹھی ہین اور اسکے انسداد کی کوئی تدبیر

اسکے سوا نہیں کہ دستور قائم ہو۔

جو لوگ بڑے بڑے مدبر ہیں۔ اُن کے نزدیک اس سلطنت کے باقی رہنے کی مدت کا زیادہ سے زیادہ اندازہ صرف پانچ سال لگایا جاتا تھا یعنے اگر سلطان کی خودمختاری بحال رہتی تو پانچ سال بعد یہ سلطنت ہرگز مسلمانون کے ہاتھ مین باقی نہ رہتی۔ اب تک اسکے باقی رہنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ یوروپ کی سلطنتین باہمی طاقت کے موازنہ کے لحاظ سے خاموش تھین مینے غازی احمد مختار پاشا سے جو سلطنت عثمانیہ کے نہایت نامور مشیر اور بہت بڑے سپہ سالار مین اور جو سلطنت کے اندرونی رازون سے کامل طور پر باخبر ہین بارہا سنا ہے "کہ اگر تمام یوروپ مین سلطنتین متفق ہوکر اسلامی سلطنت اور مسلمانون کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتین تو اتنا نقصان کبھی نہ پہنچا سکتین۔ جتنا کہ صرف عبدالحمید خان کی ذات سے پہنچا ہے" ہمارے ہندوستانی مسلمانون بھائیون کو غازی احمد مختار پاشا کے اس قول سے عبرت پکڑنی چاہیئے۔

اخبار آبزرور نے ایک خاص الزام لگایا ہے کہ ٹرکی کی دستوری حکومت نے بلگیریا اور بوسینیا اور ہرزیگووینیا کو ہاتھ سے دیدیا۔ لیکن یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ تمام صوبے ہمارے ہاتھ سے روس کی آخری لڑائی مین نکل چکے تھے۔ اور یہ لڑائی صرف عبدالحمید خان کی فتنہ پردازیون سے ہوئی تھی۔ تاکہ لوگ دستور کے خیال سے غافل ہوجائین اور اسکے برباد کرنے کا موقع ملجائے۔ اسکے بعد مدحت پاشا نے بہت کوشش کی کہ وہ کسی طرح اس نقصان کی تلافی کرسکین مگر یہ امر ناممکن ہوگیا تھا۔

آبزرور لکھتا ہے کہ عبدالحمید خان کے دشمن بھی اسکی سیاست دانی اور ملک داری کی قابلیت کے معترف تھے۔ ہم بھی اس بات کے قائل ہین کہ بیرونی سیاست مین یہ سلطان بڑھا ہوا تھا اور دوبارہ کاروائی ہوا تھا۔ اور دول یوروپ کے سفیرون کی بیویون کو بیش قیمت جواہرات بطور رشوت کے دیا کرتا تھا لیکن ہم ایڈیٹر صاحب اخبار آبزرور سے پوچھتے ہین کہ وہ عبدالحمید خان کے دشمنون کی۔ یا دوستون کی کوئی ایسی شہادت پیش کرسکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ اُسنے ملک اور قوم کی دولت کو ترقی دی۔ یا جاپان کے میکاڈو کی طرح علم اور انصاف کی روشنی پھیلائی۔

آبزرور یہ بھی لکھتا ہے کہ اس بات کا تو انکار ہی نہیں کیا جاسکتا کہ سلطان کو اسلام سے بہت محبت تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ آج تک کوئی بادشاہ مسلمانون مین ایسا نہین ہوا جس نے حدیث

حقہ ساد رعقاید کی کتابون مین اس طرح کی تبدیل وتحریف کرائی ہو جیسی کہ اس سلطان نے کرائی ہے۔ اگر ہمارا یہ خیال ہوتا اور تمام اسلامی دنیا اسکے قبضے مین ہوتی۔ تو یقیناً وہ قرآن کی بہت سی آیتوں کو بدلوا دیتا۔ اور آیت شوریٰ کو تو کبہی قرآن مین رہنے نہ دیتا! ہان! اسکو یہ خواہش ضرور تہی کہ وہ مسلمان جو دوسری سلطنتون کے زیر حکومت ہین۔ اسکو خلیفہ مانین۔ تاکہ اُن سلطنتون کی نگاہون مین اسکی وقعت رہے۔ اور اس طرح اُسکی خود مختاری مین کوئی خلل نہ آسکے۔

یہ بہی ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطان کام بہت کرتے تھے۔ یہ ٹہیک ہی۔ مگر سلطان مذکور اس قسم کے کام کرتا تھا جو قوم اور ملک کیلئے ہلاک ہوتے تھے۔ وہ جاسوسون کی رپورٹین پڑہا کرتا تہا جو ابتک قصر یلدیز مین محفوظ ہین۔ اور اُن کی کثرت کا یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ سلطان عبد الحمید خان کی مدت حکومت یعنی ۳۳ سال کے عرصہ مین بہی کوئی شخص اُن کو نہین پڑہ سکتا۔

یہ خیال کہ یہ سلطان عیش پسند نہین تہا بالکل جہوٹا اور غلط ہی۔ یوروپ بھر مین بہترین شراب پینے والا وہی تہا۔ سینکڑون پری پیکر عورتین اُسکے محل مین موجود تہین۔ اور اُسکے روبرو گانا۔ ناچنا۔ باجا۔ تھیٹر وغیرہ سب کچھ ہوتا تہا۔

ہمارے ہندوستانی مسلمان بہائیون پر یہ امر واضح رہے کہ جو کچھ ہمنے لکہا ہی اپنے علم اور تجربہ سے لکہا ہی۔ اور اس سے ہماری غرض صداقت اور عام قومی خیر خواہی کے سوا اور کچھ نہین ہے اس سے ہماری کوئی خاص غرض نہین ہی۔ نہ ہم انجمن ترقی و اتحاد کے ممبر ہین۔ بلکہ ہم گذشتہ زمانہ مین اس انجمن کی بعض بعض کار روائیون پر تنقید بہی کرتے رہے ہین ہمنے صرف غلط فہمی رفع کرنیکے خیال سے صحیح صحیح باتین لکہدی ہین۔

آخر مین ہم اتنا اور کہنا چاہتے ہین کہ دونون ایڈیٹر صاحبان اسبات کا خوف کرتے ہین کہ مبادا عبد الحمید خان کی معزولی کے بعد دولت عثمانیہ تباہ و برباد ہو جائے۔ ہم کہتے ہین بلاشبہہ جس رستے پر عبد الحمید خان اسکو لے جا رہا تہا۔ وہ بلاشبہہ تباہی و بربادی کا رستہ تہا۔ اگر خدانخواستہ یہ دولت برباد ہوئی تو اسکی بربادی کا باعث سلطان عبد الحمید خان ہی ہوگا اور اگر اسکو عروج اور ترقی ہوئی تو وہ دستور کا نتیجہ ہوگا جو عثمانی قوم کے ترکش کا آخری تیر ہے۔ مسفر ان علی اللہ المشتوش آخرت

اصلاح اس تحریر کو دیکہکر آپکو معلوم ہو سکتا ہی کہ اصلی حالت سلطان کی کیا تہی

جیسا ایک عرصہ سے خود وکیل ۔ پیسہ اخبار ۔ وطن ۔ البشیر ۔ اہلحدیث کرزن گزٹ ۔ انجم
کیسا کچھ شور وغل مچا رہے تھے کہ معزولی کے قبل خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حافظ حرمین شریفین
کی صدا ہمارے کان پھٹا جاتا تھا ۔ اب وہی سلطان ہیں کہ معزول ہونے کے بعد شراب خوار ۔ زنا
کار ۔ عیاش ۔ بنائے جاتے ہیں ۔

اسی پر آپ خلفائے ثلثہ کی بیچ و ثنا کو قیاس کر سکتے ہیں کہ جب ایک معمولی سلطان کیلئے جسکی
حکومت نہایت ہی محدود تھی اختیارات محدود ۔ اسقدر کاغذ سیاہ کئے گئے تو خلفائے ثلثہ کیلئے
کیسی حدیثیں روایتیں وضع ہوئی ہونگی جنکی حالت بہی آپکو اون کتابوں سے معلوم ہو سکتی ہے
جنمیں احادیث موضوعہ کی چھان بین کی گئی ہے ۔ حالانکہ ہنوز اونمیں بہی پوری تحقیقات
نہیں کی گئی ہے کیونکہ اوسکے مصنفین بہی وہی لوگ ہیں جو خلفائے ثلثہ کے طرفدار اور خلیفہ
ماننے والے تھے ورنہ جو لوگ اہل علم ہیں وہ جانتے ہیں کہ ممکن نہیں رسول اللہ ایسے اشخاص کی
برابر بہی تعریف کر سکیں جنکا دل نور ایمان سے خالی تہا ۔

ہم بقسم شرعی کہتے ہیں کہ سلطان کی مجموعی حالت بہی خلفائے ثلثہ سے بہتر تھی کیونکہ سلطان
مسلمانوں کے خاندان میں پیدا ہوئے ۔ خلفائے ثلثہ خاندان کفر و شرک میں متولد ہوئے ۔ سلطان
کے یہان اگر ازدواج باقاعدہ کا دستور نہ تہا ۔ تو خلفائے ثلثہ کا خاندان نسبی حیثیت سے کسی
طرح قابل اطمینان نہیں ۔ سلطان نے کبہی بت پرستی نہیں کی ہوگی وہ لوگ تیس چالیس
برس کی عمر تک برابر بت پرست رہے ۔ سلطان کو کوئی موقع نہ ملا کہ خود رسول اللہ کو
ایذا دیں ۔ وہ لوگ برابر ایذائیں دیتے رہے ۔ سلطان کی نسبت مشہور ہے وہ سادات
کی توقیر کرتے تھے ۔ مگر آہ خلفائے ثلثہ نے خود بضعۃ الرسول کو وہ ایذا دی کہ صحیح بخاری
میں ہے ماتت ولم تتکلم یعنی مر گئیں حضرت فاطمہ اور انسے باتیں نہ کی ولم یؤذن
بہا ابابکر اور حضرت ابوبکر کو خبر بہی نہ دی گئی کہ جناب سیدہ نے انتقال کیا ۔
سلطان کو جب معزولی کی خبر دی گئی وہ تقدیر کے خاموش ہو گئے مگر خلیفہ ثالث نے نہ
صحابہ کے اس فرمان کو مانا نہ تخت خلافت سے علحدہ ہوئے بلکہ واسطے قرآن کو گود میں لیکر بیٹھے کہ
شاید اس ذریعہ سے جان بخشی ہو مگر جب صحابہ نے بچشم خود دیکھا تہا کہ خلیفہ نے ہزاروں نسخے قرآن

کے بڑی بے دردی سے جلا دئے۔ وہ اس فریب مین کب آسکتے تھے ۔

سلطان کی نسبت یہ فقرہ "اگر چھاپہ ہوتا اور تمام اسلامی دنیا اسکے قبضے مین ہوتی تو یقینا
وہ قرآن کی بہت سی آیتونکو بدلوا دیتا اور آیت شوری کو تو کبھی قرآن مین رہنے دیتا"
آپکو تیرہ سو برس قبل کا واقعہ بہت اچھی طرح یاد دلاتا ہے۔ کہ جب چھاپہ خانہ نہ تھا خود قرآن بھی
مرتب نہ تھا کیونکہ اوسکے کل مسودات تو صرف جناب امیرؑ کے پاس تھے جسے حضرت امیرؑ نے حسب وصیت
رسولؐ دو ہی چار روز مین جمع کیا تھا۔ تو ان خلفا نے اوسکے ساتھ کیا کیا ہوگا کہ نہ جمع کردہ جناب
امیرؑ کو لیا نہ اون صحابہ کو شریک جمع قرآن کیا جنہین رسول اللہؐ نے تعلیم قرآن کے لئے معین
کیا تھا اور اسکو تو سب جانتے ہین کہ ساری اسلامی دنیا پر انہین کا قبضہ تھا تو آپ ہی بتائیے انلوگون
نے کیا کیا ہوگا۔

کیا آپنے تفسیر معالم التنزیل وغیرہ مین نہین دیکھا ہے کہ قرآن مین ستر منافقونکے نام تھے کیا آپنے
نہین دیکھا ہی کہ سورہ برائت۔ سورہ بقرہ کے برابر تھا سورہ احزاب کی دو سوسے زیادہ آیتین
تھین پھر بتائیے وہ آیتین کیا ہوئین وہ سب نام کیا ہوئے ۔

سلطان کی نسبت جب اسطرح کی تحریف ایسی حالت مجبوری مین متیقن ہے تو کیا آپکا تغییر
خلفائے ثلثہ کی نسبت کسی طرح مشکوک رہ سکتا ہی جبکہ آپکو بخوبی معلوم ہی کہ مروان نے اوس قرآن کو
بھی جلوا دیا جسے حضرت ابوبکر نے جمع کرایا تھا اور حضرت عمر نے صاف کرایا تھا اور دس برس تک
اوسکے درست کرنے مین صرف کئے۔ اور اوسکو حضرت عمر نے اپنے بعد والے خلیفہ کو نہین دیا بلکہ اپنی
صاحبزادی حضرت حفصہ کو دیا جو اونکی حفاظت مین رہا اور حضرت عثمان نے بہت سے معاہدہ
کے بعد اوس قرآن کو حضرت حفصہ سے لیا تھا اور پھر واپس بھی کیا مگر حضرت حفصہ کا مرنا تھا اوسی
وقت کہ ابھی ابن عمر دفن کر کے آئے ہین اور مروان کا آیا وہ پہونچا جسے بزور حکومت وہ قرآن
ابن عمر سے لیا اور مروان نے اوسکو تلف کیا۔

اب آپ ہی غور فرمائے کہ آخر اوس قرآن مین کیا تھا جو اسطرح غارت کیا گیا کوئی بات تو ضرور تھی۔
لیجئے اب وہی مسئلہ کہ لسان بیان بھی چلا جو اصول اہلسنت کے لئے ہم صحابہ کے بارے مین زبان
بند کئے رہتے ہین جاتی ہوئی بات کو انجان سمجھنا چاہئے دیکھ بھال کے اندھے بنو۔ کیونکہ جب سلطان

کے یہ حالات ظاہر ہونے لگے تو مسلمانوں کا وہی پرانا ایمان پھر جوش زن ہوا چنانچہ اخبار وکیل مورخہ ۱۸ جولائی رقمطراز ہے۔

"المنار کے مضمون کی اشاعت کے بعد متعدد خطوط ہمیں وصول ہوئے ہیں جنمین بعض اصحاب نے ان پوست کندہ حالات پر حیرت و افسوس کا اظہار کیا ہے۔ بعض نے انکے ماننے سے بالکل انکار کر دیا ہے اور بیچارے المنار کو صلواتین سنائی ہین اور بعض حضرات نے انکی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مقتضائے مصلحت یہ تہا کہ اب ان کی اشاعت موقوف رکہی جاتی۔ اور جو خیالات سالہا سال سے لوگون کے دلون مین جڑ پکڑ چکے تھے۔ اُن کو ایسی بیدردی سے اکھاڑ کر انہین ایذا پہنچائی جاتی" ہم ان حضرات کے مشورہ کی تہ دل سے قدر کرتے ہین۔ اور وکیل کے پچھلے مضامین اس امر کی شہادت دیسکتے ہین کہ ہمنے اس قضیہ نامرضیہ مین ابتدا سے یہی اصول مد نظر رکہا تھا۔"

اب آپکو اس خلافت سے گذشتہ خلافتون کا حال بہی بخوبی معلوم ہوگا کہ آجتک جو اوس سے بھی بدتر خلافت پر اصرار ہے وہ کہانتک صدق و راستی پر مبنی ہے کیونکہ سلطان تو محض ایک معمولی انسان تھے اور خلفائے ثلثہ تو ایسے بتائے جاتے ہین کہ اونکی صورت سے شیطان بھاگتا تہا۔

اڈیٹر

ہندی شیخ الاسلام

ایک مشہور حکایت ہے کہ جب عالمگیر نے اپنے باپ کو قید کیا ہے تو اونہون نے بے شغلی کی شکایت کی اسپر عالمگیر نے پوچھا پھر اب کونسا شغل پسند کرتے ہین انہون نے جواب دیا کچھ لڑکے بہیجدو کہ معلمی کرین عالمگیر نے کہا ابھی تک بوئے سلطنت دماغ سے نہین گئی۔

یہی حالت ہے حضرات اہلسنت کی کہ سب کچھ ہو گیا مگر خلافت کا خواب دیکھتے ہی جاتے ہین چنانچہ اب یہ تحریک شروع کی گئی ہے کہ ہندوستان مین بھی ایک شیخ الاسلام مقرر کیا جائے۔ اڈیٹر صاحب وطن لکھتے ہین صفحہ ۶ مورخہ ۱۸ جولائی "ظاہر ہے کہ ہندی مسلمانونکی اوراق پریشان کو خاطر خواہ طور پر شیرازہ بندی کا شیرازہ یکجا کر سکا نہ انجمن اور کانفرنس وغیرہ حالانکہ فی الوقت یہ ایک نہایت ہی ضروری امر ہے۔ میری رائے مین یہ شیرازہ بندی اگر ممکن ہے تو ایک شیخ الاسلام کے تعین ہی سے ممکن ہے جس کا یہ منصب ہو کہ عام مسلمانونکی دینی و دنیوی ضروریات

خارجیہ و داخلیہ کی تحصیل وتکمیل کی کفالت کرے اور اسکی نیابت کی خدمت مسلم لیگ وغیرہ کی مجلسین بطور ماتحت مجالس کے انجام دین مثلاً اسوقت عام رواج ہے کہ پانچ روپیہ کسی عالم کو دے اور اوس سے خاطر خواہ فتوی لکھوالیا۔ اس قباحت کا انسداد یون ہی ہو سکتا ہے کہ بوساطت لیگ کی شاخ کے یا براہ راست شیخ الاسلام کو ہر ایک استفتا بھیج کر ایسا فتوی حاصل کیا جاے جو قول فیصل ہو اور جس کی اپیل نہو سکے اور تمام اہل اسلام کی دنیوی نیابت یون ہو کہ مثلاً گورنمنٹ سے کسی واجبی شکایت کی دادخواہی کرنا ہے اب وہ بات لیگون کی وساطت سے پہلے شیخ کی خدمت مین پیش کی جاے اور پھر وہ گورنمنٹ سے دادخواہی کرے"

اس تحریک پر جو شخص غور کریگا اوسکو معلوم ہوگا کہ آپ خلافت کو از سر نو زندہ کیا چاہتے ہین کہ ہندوستان مین بھی ایک خلیفہ رسول ہو جو انکے دینی و دنیوی امور کا مقتدا ہو۔ جب معمولی مولویون کے فتونسے یہ فسادات ہوتے ہین کہ ذرہ سا مین بغاوت ہو جاتی ہے تو شیخ الاسلام کی تقرر سے بغاوت کا ہونا تو یقینی ہے۔

گورنمنٹ کو شیخ الاسلام کے اختیارات بخوبی معلوم ہین کہ آج ترکی مین انہین شیخ الاسلام کے فتوی سے یہ انقلاب نمودار ہوا کہ ۳۳ سال کا حکمران سلطان یون علحدہ کر دیا گیا تو ہندوستانی شیخ الاسلام کیا کچھ نہ کر گذرینگے۔ گورنمنٹ کو اس خطرہ سے مطلع رہنا چاہیے۔ اور چونکہ اخبار وطن مشہور طرفدار ان سلطان سے ہے لہذا اس تحریک کو یقیناً خلافت کے متعلق سمجھنا چاہیے۔

آخر مین یہ بھی لکھدینا ضروری ہے کہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاے تو اس عہدہ کیلیے سب سے زیادہ موزون تین شخص ہین اول مرزا حیرت صاحب دہلوی دوسرے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جنہون نے نہز ایکسلنسی نواب رامپور دام اقبالہ کے روبرو اوا تقریر مین اپنے کو حضرت عمر مشابہ کیا۔ اور انکی خلافت کا مسئلہ ایک دفعہ اخبار اہلحدیث مین چھپ بھی چکا ہے تیسری مولوی عبد الشکور صاحب ہین جو کمیشن کے ممبر بھی رہ چکے ہین اور لکھنؤ مین چاریاری جھنڈے کے وہی موجد ہین۔ ان اصحاب ثلثہ سے جو صاحب

شیخ الاسلام بنائے جائیں ہم پہلے ہی سے مبارکبا د دیتے ہین - جیسا کہ جناب امیرؑ نے
خلیفہ اول کے بند وصیت نامہ کی نسبت فرمایا تہا کہ اگرچہ عمرؓ ہی کیون نہون

المعارف پر ریویو

گذشتہ نمبر مین ہم جناب نواب سید خاقان حسین صاحب مصنف کتاب المعارف کا خط شایع
کرچکے ہین جس سے پوری حالت اس کتاب کی ظاہر ہوچکی اوسی تحریر پر ہمنے یہ نوٹ لکہا تہا
جو اس دفعہ شایع کیا جاتا ہے کہ مومنین اسکی خریداری سے مصنف کی ہمت بڑھائین کیونکہ -
مصنفین کی تعداد روز بروز کم ہورہی ہے خصوصًا جیسے صاحبان علم نے منبر کو اپنے اظہار لیاقت
کا معیار قرار دیا ہے - مگر افسوس کہ کتاب کے شائق وہی حضرات غربا و فقرا ہین جو بجز ایک یا
دو نسخے کے زیادہ نہین طلب کرسکتے - اور روسا کو نہ فرصت ہے نہ ضرورت جو اسپر توجہ
کرین - غربا کی فرمائشین زیادہ تر بذریعہ ویلو ہوتی ہین جسکی تعمیل مین بے انتہا مصیبت ہے
اس کتاب مین اگر نقص ہے تو اختصار کا کہ پیاسے کو تہوڑا سا پانی خوشگوار دیا جاے
یا پانی کا جام دکہا کر اوٹہا لیا جائے - مثلاً جناب امیرؑ کی طبعی حالات پر فلسفیانہ بحث ملاحسن
خوبی سے شروع کی گئی تھی اگر اوسکی تکمیل کی جاتی تو ایک ضخیم کتاب طیار ہوتی اور مصنف
کی عالی دماغی سے نہایت عظیم فائدہ قوم کو ہوتا مگر کہا کیا جا کہ نہایت اختصار سے کام لیا گیا -
اسیطرح حضرت کے کلام کا مختصر طور پر جسقدر ترجمہ کیا گیا ہے اوسنے ایک نہایت دلخوش کن
خواب دکہایا مگر ایسے موقع پر آنکھ کہل گئی کہ مدۃ العمر وہ خواب یاد رہے اور باقی حصہ کے لئے
دل ترستا رہے اور پھر نظر نہ آئے -

جناب امیرؑ پر انتظامی لیاقت کی کمی کا الزام اس خوبصورتی سے دفع کیا گیا ہے کہ دل لوٹکر
رہ جاے کیونکہ ہنوز باقی دارد ہے اور پھر ندارد -

یہہ کتاب اس قابل ہے کہ اسپر ریویو اسطرح کیا جا کہ ہر ہر بحث اسکی جو فلسفہ کے رنگ مین
ڈوبی ہوئی ہے اوسکی پوری تشریح کی جاے مگر افسوس زمانہ مہلت نہین دیتا -

جناب امیرؑ کے مجموعہ خطب اور اشعار پر جو ریویو کیا گیا ہے اور انگریزی مصنفوں کا نام
لکہا گیا کہ حضرت کے کلام کا کسنے کسنے ترجمہ کیا ہے اور کس کس زبان مین ایسی لاجواب

بحث ہے کہ آجتک کسی کتاب مین دیکھی نہین گئی۔

سلاطین شیعہ کے سلسلہ مین یہ کمی ضرور ہوئی کہ سلاطین آل بویہ کا حال بالکل متروک رہا حالانکہ یہ ایسی سلطنت تھی جسنے خلفائے بغداد کو اپنا تابع بنایا۔ اسیطرح سلاطین دیلم و طبرستان کا حال بھی نظرانداز رہا جسکے نسبت ہمکو امید ہے کہ دوسرے حصہ مین اسکی ضرور تکمیل ہوگی۔ کیونکہ بہت سے سادات کی سلطنتین ان مقامات پر اور نیز مکہ معظمہ مدینہ منورہ مین بھی عرصہ دراز تک قائم رہین۔

لائق مصنف نے جن اصلاحات کا وعدہ کیا ہے ہم سب ہی اوسکے مشتاق ہین کیونکہ حق یہ ہے جسطرح زمانہ بدلتا ہے اوسیطرح رنگ بھی بدلتا ہے۔ مگر آجتک ہمکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو تکمیل علوم انگریزی کے بعد دین کی خدمت پر کمربستہ ہوا ہو اور محض دین کیلئے لہذا ہماری دعا ہے کہ خدا آپکو ایسا ہی کرے۔

لائق مصنف نے اس کتاب مین انگریزی مورخون اور جغرافیہ سے زیادہ کام لیا ہے جس سے یہ کتاب ایشیائی شعرا کے مبالغات سے بہت کچھ محفوظ ہے۔

اسپر خوبی طبع اور عمدگی کاغذ اسدرجہ مستزاد ہے کہ ظاہری صورت سے بھی ہمکی دید سے دل سیر نہین ہوتا صفحہ ۲۶۰ اپر یہ کتاب تمام ہے اور قیمت ۱۰ ؍ جو نہایت کم ہے۔

بہتر ہے کہ شایقین اسکے متعدد نسخے طلب کرکے قوم اور رغیرون مین تقسیم کرین جناب خاقان حسین خان بہادر دریا نثار رام نراین شہر کانپور سے طلب فرمائین۔

شیعہ پبلک اور شیعہ کانفرنس

(۱) سکرٹری صاحب کی تحریر مطبوعہ اصلاح سے شیعہ پبلک کی بے پروائی پر سخت افسوس ہوتا ہے ہمارے خیال مین بیشتر حضرات کانفرنس کی فلاسفی سے واقف ہی نہین۔ ہمارے خیال مین کانفرنس کی کامیابی کی سبیل اس سے بہتر اور کسی طریقے پر نہین ہو سکتی کہ تعلیم یافتہ اور جدید تعلیم یافتہ گروہ اپنی ذمہ داریون کو سمجھکر ہر جگہ انجمن قائم کرکے قومی سپرٹ پیدا کرنیکی ڈیوٹی ادا کرے۔ کانفرنس کے اغراض ومقاصد اور اسکے وجوہ کے فوائد جسوقت تک

پبلک کے ذہن نشین ہو جائینگے۔ وہ ہرگز فراخدلی سے اُس مین چندہ دینے کو طیار نہونگے
اس کام مین ہر جگہ علما ضرور ینگ شیعہ پارٹی کی امداد کرینگے کوشش یہ ہونی چاہئیے
کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے گانون مین ایک انجمن قائم کیجائے۔ آیندہ نسلون کی درستی
کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہے۔ یہ تمام انجمنین شیعہ کانفرنس کی انجمن مین کل
پرزون کا کام دین اور قوم کی گاڑی کو چلتا کرنے مین جان لڑائین۔ ینگ شیعہ پارٹی کو
یاد رکہنا چاہئیے کہ اس آزادی اور امن کے زمانہ مین اگر ہم نہ اُبھرے تو پھر ہمارا نام صفحۂ
ہستی سے محو ہو جائیگا۔ ہمارے ایرانی بہائیون نے کسقدر جانی اور مالی نقصان اُٹھایا ہے
خدا کا شکر ادا کرو کہ خدا نے ہندوستان اور برٹش گورنمنٹ کی عملداری مین پیدا کرکے
ہمکو ان امتحانون مین مبتلا نہین کیا۔

تعلیم یافتہ نوجوانو! علیگڈہ کالج اور اسلامیہ کالج لاہور کے طلبا گرمی کی چھٹیون
مین جا بجا ڈیپوٹیشن لیکر جاتے ہین اور اپنی اپنی قومی درسگاہ کیلئے چندہ فراہم کرتے
پھرتے ہین۔ تم کمر ہمت باندھ لو اور اپنی کانفرنس کیلئے جو تمہاری قوم کے حق مین باران
رحمت سے کم نہین چندہ فراہم کرو۔ ڈیپوٹیشن لیکر جاؤ۔ اپنے قوم کے افراد مین ہمدردی
اخوت اسلامی۔ حب قومی پیدا کرنیکی کوشش کرو۔ خود نمونہ بنو۔ تمہارے آگے بڑہنے
سے بڈھون کا منجمد خون بہی چکر کھانے لگیگا۔ یاد رکھو اگر تمہاری کانفرنس نہ چلی تو پھر تم دنیا
مین منہ دکہانیکے قابل نہوگے اور گویا تمہاری کانفرنس کا ٹوٹنا تمہاری قومی حیات کا
خاتمہ سمجھا جائیگا۔ شیعہ نوجوانو! تم خود ہم سے بہتر ان باتونکو سمجھتے ہو۔ تمہین زیادہ سمجھانے
کی ضرورت نہین۔ مگر خدا کیلئے قدم آگے بڑہاؤ۔ ایکدفعہ جہجک اوٹھا دو۔ ایکدفعہ اپنی ڈوبتی
ہوئی قوم کو ساحل مراد تک پہونچانے پر کمر باندھ لو۔ (۴) ینگ شیعہ پارٹی کا تو فرض ہے
پبلک مین قومی روح پہونکنا اور پبلک کا فرض ہے انکی آواز پر لبیک کہنا۔ اب شیعہ
کانفرنس کا فرض موقت کیا ہے؟ یہ بھی سن لیجئے اوّل اور سب سے اول روئداد کانفرنس
گذشتہ جلد سے جلد شایع کرنا۔ دوم اطراف ملک مین ڈیپوٹیشن بھیجنا۔ ینگ شیعہ پارٹی
کو ڈیپوٹیشن مین جانیکے لئے آمادہ کرنا۔ پنجاب مین مقبول اور زبردست ڈیپوٹیشن

روانہ کرنا۔ نواب فتح علی خان صاحب قزلباش لاہور اور میر صاحب خیرپور سندھ کیخدمت مین ایسا زبردست ڈپوٹیشن بھیجا جسمین مولوی سید سبط حسن صاحب ممتاز الافاضل۔ پروفیسر مرزا محمد ہادی صاحب بی۔ اے۔ ڈاکٹر زیرک حسین صاحب بیرسٹر ان وکلا کی پارٹی مین سے چند افراد ضرور ہوں تمام حصص ملک مین صوبہ پنجاب کی شیعہ تعداد و تعلیم و وجاہت دنیاوی ہر لحاظ سے پست ہین۔ انکو سب سے زیادہ ابھارنے کی ضرورت ہے۔ پنجاب مین دورہ کرنیکے لئے ایکماہ کافی ہوگا۔

مجھکو شیعہ کانفرنس کی اس پالیسی پر سخت تاسف ہوتا ہے کہ بنگال اور دوسرے صوبجات متحدہ جہان کے شیعہ ہر حیثیت سے اعلی ہین اور جہانسے قومی تحریک شروع ہوئی ہے۔ وہان تو ڈپوٹیشن بھیجنے مین اسقدر اہتمام کیا جائے۔ اور پنجاب جہان کی حالت بالکل برعکس ہے۔ اسکی طرف سے ایسی بے پروائی برتی جائے۔

حب الوطن من الایمان میرا دل زیادہ اس سبب سے دکھتا ہے کہ مین دہلی کا رہنے والا ہون اور دہلی پنجاب مین ہے۔ اور پنجاب ہی طرف سے کانفرنس ایسی بے پروا ہے حالانکہ یہ حصہ کانفرنس کی توجہ کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ کھڑے ہو جائین چند قابل شیعہ جوان اور ابھارین پنجاب کو اسے

رستم تنہا زمین پہ نہ سام رہگیا مردونکا آسمان کے تلے نام رہگیا

بہی خواہ ملت بندہ سید سلطان رضا عقیل دہلوی

محمد علی شاہ معزول

افسوس کہ جیسا نام پیارا ملا تہا ویسی اس شخص نے کچھ عزت نہ کی اور وہ کام کیا کہ ہر طرف سے ہدف تیر ملامت بنا۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ کو پیدا ہوا اور ۱۳۱۳ ہجری مین ولیعہد مقرر ہوکر صوبہ آذربائیجان کی حکومت پر نامزد۔ ذیحجہ ۱۳۲۴ھ مین بادشاہ ایران بنائے گئے اور ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ کو تخت و تاج سلطنت سے کنارہ کش ہوکر سفارتخانہ روس مین پناہ گزین ہوے اور ۲۰ ... کو باقاعدہ معزول کئے گئے ڈہائی سال بادشاہ رہکر تمام زمانہ ناکامی و بدنامی مین ختم ہوا۔

محمد علی مرزا کی مان چونکہ شاہی خاندان سے نہ تہین اور ناصر مظفر الدین شاہ مرحوم نے طلاق

دیدیا تہا اسلئے اہل ایران اونکو وارث تاج و تخت نہ جانتے تھے نہ شاہی خاندان کے لوگ جائز
ولیعہد مانتے۔ مگر روس کی تحریک باطنی سے امین السلطان نے جو اوسوقت وزیر اعظم
تھے اور روس کے شیدائی خلاف قاعدہ سلطنت انکو ولیعہد بنوایا۔

محمد علی مرزا جسوقت سے ولیعہد ہوئے اور فرمانفرمای صوبہ آذربائیجان پر مقرر۔ اوسیوقت
انکی رفتار رعایا کے ساتہہ ایسی ناہموار تہی کہ ہر شخص قلبا انسے متنفر تہا۔

اسیوجہ سے شعاع السلطنت نے جو قانونا وارث سلطنت تھے اور مرزا محمد علی کی ولیعہدی تسلیم نہ کی
محروم رہے۔ امین کو شان ہوئے کہ خود ولیعہد مقرر ہون چنانچہ امیر بہادر سے [illegible] کیا کہ مسیح
ہم ولیعہد مقرر ہون مگر یہ سازش ناکام رہی۔

اوس زمانہ مین محمد علی مرزا نے ممبران پارلیمنٹ کو اپنا طرفدار بنانا چاہا اور بکمال خضوع و
خشوع اونسے پیش آئے کہ کسیطرح انکی ولیعہدی مسلم ہو اور شعاع السلطنت محروم رہے۔
وفات مظفر الدین شاہ مرحوم کے بعد جب یہ تخت نشین ہوئے تو پہلا کام جو بخلاف پارلیمنٹ
کیا یہ تہا کہ رسم تاج پوشی مین کسی ممبر پارلیمنٹ کو مدعو نہ کیا حالانکہ سلطنت مشروطہ کے قواعد سے
ہے کہ تخت نشینی و تاجپوشی وغیرہ کل امور باختیار پارلیمنٹ ہوتے ہین کہ قول و قسم کے بعد ممبران
پارلیمنٹ تاج شاہی سر پر رکھین۔

(۱) پارلیمنٹ مین پہلا اعتراض ایپر ہی کیا گیا تہا مگر جناب حجۃ الاسلام آقا سید محمد صاحب
طباطبائی و آقا سید عبد اللہ صاحب بہبہانی نے محض رفع فساد کی غرض سے اظہار کیا کہ منجانب
مجلس شوری ہمنے تاج شاہی سر پر رکہا جس سے یہ اعتراض کچہہ دنون کیلئے دب گیا۔
(۲) اسکے بعد قصر شاہی مین تار برقی کا سلسلہ قائم کیا اور اعلان دیا کہ جسکو کسی قسم کی شکایت ہو
وہ بلا واسطہ ہمارے حضور مین بذریعہ ٹلگراف عرض کرے۔ جو قواعد پارلیمنٹ کے بالکل خلاف تہا
مجلس شوری نے اسپر بہی اعتراض کیا مگر پہر خاموش ہو رہی۔
(۳) اسکے بعد امین السلطان کو یورپ سے بلا کر وزیر اعظم مقرر کیا حالانکہ اونکو معلوم تہا تمامی
رعایا انسے ناراض ہین اور اسکو دشمن قوم و ملت جانتے ہین۔
(۴) امین السلطان کے کہنے پر مشیر الدولہ مرزا نصر اللہ خان جو سلطنت مشروطہ کے حامی

الجلہ بانیوں سے سمجھے جاتے اور مظفر الدین شاہ مرحوم سے انہین نے قانون اساسی پر دستخط کرایا تہا بنابر مشہور زہر دلوا کر انکا خاتمہ کیا جسپر پہر مجلس شوری مین ایک جوش ہوا مگر دبا دیا گیا۔

اسی زمانہ مین مظفر الدین شاہ مرحوم کے تیسرے فرزند سالار الدولہ نے علم مخالفت بلند کیا مجلس شوری کو مکرر لکھا کہ محمد علی مرزا ہمارے بہائی ہین ہم انکے حالات سے زیادہ واقف ہین کبہی وہ سلطنت مشروطہ کو پسند نہ کرینگے۔ مگر مجلس نے کسیطرح مخالفت محمد علی مرزا کو ناجائز نہ رکہا یہانتک کہ سالار الدولہ گرفتار ہوئے۔

محمد علی مرزا نے اس زمانہ مین بہی ممبران پارلیمنٹ کی خوب عزت و توقیر کی اور ہر طرح سے مجلس ملی کی موافقت کا دعوی کیا یہانتک کہ قومی بنک قائم کرنیکا بذات خود وعدہ کیا کیونکہ اوسوقت پارلیمنٹ کا سب سے زیادہ زور اسی پر تہا کہ ملی بنک قائم ہو۔

جب سالار الدولہ کا قصہ بہی طے ہوا اور ہر طرح اسنے سمجہ لیا کہ اب کوئی مخالف نہین رہا تو ظاہر بظاہر اسپر آمادہ ہوئے کہ پارلیمنٹ توڑ دین چنانچہ پہلا کام یہ کیا کہ روضہ خوانون کو اسپر آمادہ کیا کہ وہ ہر جگہ مجلسون مین منبرون پر اسکا اظہار کرین کہ سلطنت مشروطہ خلاف شرع ہے تاکہ عوام کو معلوم ہو پارلیمنٹ ایک ناجائز چیز ہے کیونکہ تمامی ملک ایران شیعہ ہے اور وہ ایسے پابند شرع ہین کہ کوئی امر خلاف حکم شرع نہین کرنا چاہتے۔

ممبران پارلیمنٹ یہان آکر مجبور ہوئے کہ علمای اعلام نجف اشرف دامت برکاتہم سے جواز و عدم جواز سلطنت مشروطہ پر فتوی حاصل کرین جسمین آقا ملا محمد کاظم خراسانی و آقا شیخ عبد اللہ مازندرانی دام ظلہم و حاجی ملا حسین بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ مقامہ نے اوس ثبات عدم سے کام لیا کہ الحمد للہ اسلامی سلطنت قائم رہی۔

محمد علی مرزا نے ان علمای اعلام حجج اسلام کے مقابلہ مین پای تخت کے بعض علما کو آمادہ کرنا چاہا مگر یہ حیلہ اونکا کارگر نہوا کیونکہ تمامی ایران مقلد علمای نجف اشرف ہے جہان کے علما اور مجتہدین عظام نے اس پایہ سے سلطنت مشروطہ کی حمایت کی کہ محمد علی مرزا کی کوئی کارروائی چل سکی نہ اون روضہ خوانونکی نہ اون لوگونکی جنہین سلطنت نے بصورت علما متعارف کر رکہا ہے۔

سلطنت اور پارلیمنٹ کی یہ مخالفت بازی ابہی بذریعہ تحریر و تقریر تہی کہ عباس آقا فدائی ملت نے جانبازی شروع کی اور امین السلطان کو قتل کرکے سلطنت ایران قائم کردی ۔

اس واقعہ نے اگرچہ شاہ پر بہت اثر کیا دوسرے ہی روز چند ممبرونکو باریابی کا موقع دیا جس سے فی الجملہ سمجہا گیا کہ اب پارلیمنٹ کی مخالفت نہ کیجائیگی ۔ مگر شاہ نے ایک دوسرا پہلو اختیار کیا کہ ان درباریونکو جو بوجہ قیام پارلیمنٹ علیحدہ سمجہے جاتے بعد حلف و عہد و پیمان داخل پارلیمنٹ کیا ممبران پارلیمنٹ نے انکی شرکت کو غنیمت اور ہوا خواہی وطن سمجہکر قبول کیا جس سے پہر انکو امور سلطنت مین مداخلت کرنیکا موقع ملا اور فساد پہیلانے لگے جس سے صوبہ آذربائجان مین ایک قیامت قائم ہوی ۔

اسی موقع پر رعایا مین پہر ایک جوش پیدا ہوا جسپر قانون اساسی کا ایک ضمیمہ مرتب کیا گیا اور محمد علی مرزا نے خود پارلیمنٹ مین آکر دوبارہ حلف اوٹہایا اور اوس قانون پر دستخط کیا ۔

ادہر تو شاہ نے یہ کارروائی کی کہ رعایا کو شرکت پارلیمنٹ و امضائے ضمیمہ قانون اساسی سے مطمئن کیا دوسری طرف یہ کارروائی کی کہ قوم کو معلوم ہو پارلیمنٹ ہی سے یہ فسادات پیدا ہو رہے ہین لہذا پارلیمنٹ توڑ دینا چاہیے کہ امن تو حاصل ہو ۔ دوسری غرض یہ تہی کہ دوسری سلطنتونکو معلوم ہو اہل ایران قابلیت پارلیمنٹ نہین رکہتے کیونکہ مظفر الدین شاہ مرحوم نے اپنے عہد حیات مین تمام دول کو مطلع کردیا تہا کہ دولت ایران مشروطہ ہے نہ شخصی اسلیے محمد علی مرزا یہ چال چلے کہ تمامی دول کو معلوم ہو جائے اہل ایران قابلیت سلطنت مشروطہ نہین رکہتے ۔

اسدفعہ پہر قوم مین ہیجان پیدا ہوا اور عام شورش قائم ہوی جسپر محمد علی مرزا نے تیسری مرتبہ حلف اوٹہایا کہ ہم سلطنت مشروطہ کے حامی ہین پشت قرآن مجید پر خود اپنا حلف نامہ لکہا اور مہر و دستخط کرکے مجلس شوری کے حوالہ کیا جس سے پہر ایک امن و امان کی صورت قائم ہوی ۔ کیونکہ قوم کی قوت وہ دیکہ چکے تہے کہ ادنی مخالفت پر قصر شاہی کو ساری رعایا نے گہیر لیا اور توپ کا دہانہ شاہی عمارت کی طرف لگا دیا گیا ۔

جب دیکہا کہ اب پہر ہیجان قومی مین سکون ہے تو روسی سرحد پر روسی فوج کو دعوت

۲۰ اوسنے سفیر ارفع الدولہ مقیم سلطنت ترکی کے ذریعہ سے سلطانی فوجکو دعوی کیا کہ سرحد ایران پر قبضہ کرین جسکی ایک غرض یہ تہی

لیا جو واقعہ بیلہ سوار مشہور ہے کہ وہاں روسیون نے کچھ حصہ ملک پر قبضہ کر لیا۔ اسی موقع پر شاہی گاڑی کے پاس بم کا گولہ ٹوٹا جو خود شاہ کے اشارہ سے تہا تا کہ دول اجنبیہ کو معلوم ہو کہ رعایا ایران مین انارکسٹانہ جرائم ساری ہین۔

غرض اس ڈیڑہ سال مین تین باتین شاہ نے دکہانی چاہی ایک یہ کہ قوم کو اور دول اجنبیہ کو معلوم ہو کہ مجلس بیکار شئی ہے کوئی کام نہین کرتی کیونکہ جب وہ کچھ کام کرنا چاہتی ہے تو یہ ایک ایسا فساد نکالتے وہ رک جاتی۔

دوسرے یہ کہ پارلیمنٹ مین کچھ ممبر داخل کئے جو شاہ کے طرفدار تھے کہ دوسرے ممبرون کی کوئی کارروائی چلنے نہ پاتی۔ تیسرے یہ کہ تمامی ملک مین اسطرح فساد کو پہیلایا کہ رعایا عاجز آکر مطالبہ پارلیمنٹ سے باز آئے اور سابق طریقہ سلطنت پر راضی ہو۔

مگر چونکہ شاہ کی بدنیتی کھل چکی تہی سبکو اونکی نیت کا مآل معلوم تہا۔ اسلئے کسی ارادہ مین کامیاب نہو سکے تب اونہون نے بالاعلان مخالفت پارلیمنٹ پر کمر باندہی ہر طرف سے فوج کو بلوالیا یہانتک کہ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ کو عمارت پارلیمنٹ کو توپ سے اوڑوا دیا مسجد و مدرسہ کو برباد کیا طہران مین قتل عام کیا جنرل لیاکوف کو جنرل فوج مقرر کیا پھر طہران کا حاکم بنایا۔

اس واقعہ جگرسوز سے سب مطلع ہین کہ کتنے ممبران پارلیمنٹ توپ پر اوڑائے گئے کیسے کیسے مقدس علما قتل کئے گئے اونکی بوٹی بوٹی کاٹ کر کتونکو کہلائی گئی۔ دو ہزار سے زیادہ مومنین خاص طہران مین کٹے گئے۔ اخبارونکی اشاعت بند کیگئی اڈیٹر اوسکے قتل کئے گئے تار بند کیا گیا کہ یہان کی خبر کہین جا نہ کہین کی خبر آئے۔

اس واقعہ جانسوز کے دو روز بعد شاہ نے حکم دیا کہ مجلس شوریٰ تین ماہ تک معطل رہے۔ اس عرصہ مین شاہ نے ہزارون درخواستین اس قسم کی طیار کرائین کہ ہم سلطنت مشروطہ نہین چاہتے۔ مگر تبریزیون نے انکا وہ قافیہ تنگ کیا کہ کوئی حیلہ انکا کارگر نہوا۔

علمائے اعلام نجف اشرف نے اس موقع پر چند مرتبہ شاہ کو نصیحت کی کہ اپنی ضد اور فساد سے باز آئے مگر حیثیت اسکے جواب اونکا شوخی و شرارت سے دیا۔ سفیر روسی و انگریزی نے (د)

مرتبہ اسی طریق سے اور دوستانہ طور سے فہمایش کی کہ کسیطرح اپنی ضد سے باز آئین مگر اسنے ایک نہ سنی۔

آخر نتیجہ یہ ہوا کہ علماء اعلام نے عام فتوی دیا یہ شخص مرتد ہے۔ یزید ثانی ہے۔ اسکی کسی قسم کی اعانت جائز نہین۔ مالیات دینا حرام جس سے شاہ ایسے مجبور ہوئے کہ ہوش وحواس سب گم ہو چلتے چلاتے پھر روس کو دعوت دی کہ صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کرلے جسپر چار ہزار فوج روسی نے تبریز پر حملہ بھی کیا اور قومی قوت کو بہت کچھ منتشر کیا۔ مگر یہ سب حرکت مذبوحی تھی جسنے کوئی اثر نہ دیا کیونکہ ادہر قزوین فتح ہوا جو طہران کا دروازہ ہے کہ قوم کی طرفسے معز السلطان نے اوسپر قبضہ کیا۔ ادہر سپہدار اعظم نے طہران پر چڑہائی کی دوسری طرفسے سردار اسعد اور صمصام السلطنة نے جو بختیاریون کے سردار ہین طہران پر حملہ کیا جس سے ۱۶ جولائی مطابق ۲۷ جمادی الثانی کو تخت سلطنت ایران اس وجود نامسعود سے خالی ہوا اور شاہ نے سفارتخانہ روسی مین پناہ لی۔ کیونکہ وہ ایکدفعہ کہہ چکے تھے ہمکو روسی جہاز کی ملاحی پسند ہے۔ مگر سلطنت مشروطہ کسیطرح نہین پسند۔ اگر موقع ملا تو سلطنت کو روس کے حوالہ کر دینگے۔ مگر کسیطرح پارلیمنٹ نہ ہونے دینگے۔

آخر جو کہا تھا اوسکو نباہ دیا۔ مگر افسوس انکو اپنا یہ قول نہ یاد رہا جو کہتے تھے ہمارے آبا اجداد نے بزور شمشیر اس ملک کو فتح کیا ہے ہم بھی جبتک بزور شمشیر اسکو فتح نہ کرینگے آرام نہ لینگے کاش اس قول کو یاد کرکے جنگ پر تل جاتے کہ یہ ذلت نہ دیکھتے کہ روس کے ذلہ خوار بنے۔

مگر یہ امر سب سے زیادہ تعجب خیز ہے کہ بقول وکیل شاہ ایران کے خلع وعزل مین اوتنی خونریزی نہین ہوئی جتنا کہ سلطان کی علیحدگی مین ہوئی تھی حالانکہ سلطان نے ظاہر بظاہر مخالفت پارلیمنٹ نہین کی تھی۔

اب بفضل خدا سے ایران مین سکون ہے ہر طرح کا انتظام ہو رہا ہے جنرل لیا کوف روس کو واپس گئے شاہ کے پاس شاہی جواہرات تھے جسمین سے دریای نور ہیرا تو واپس کیا مگر ابھی باقی جواہرات دینے مین عذر کر رہے ہین پندرہ ہزار لیرہ وظیفہ سالانہ چاہتے ہین جو مشکل ہے کہ پارلیمنٹ منظور کرے۔

ایرانی قابلیت اس سے ظاہر ہے کہ ابھی اس جدید سلطنت کو اطمینان نہیں نصیب ہوا آذربائجان مین روسی فوج موجود ہے۔ مگر پھر بھی تعلیمی امور مین دلچسپی لینے لگے۔ آذربائجان مین ایک انجمن قائم ہوئی ہے جسکے مقاصد حسب ذیل ہین (۱) وسائل ترقی کا استحکام (۲) علم و فن کو رواج عام دینا۔ (۳) ایک درسگاہ قائم کرنا (۴) دار المطالعہ کھولنا (۵) کتب خانہ بنانا جس مین ہر شخص مفت کتابین دیکھہ سکے (۶) ترجمہ و تالیف کے ذریعے سے مفید کتابون کا شایع کرنا (۷) ملکی و غیر ملکی اخبارات و رسائل کا منگانا اور قوم مین اخبار بینی کا مذاق پیدا کرنا۔ اسی طرح شہر خوئی مین ایک شاندار مدرسہ قائم ہوا ہے جسمین یتیم لڑکونکو خود مدرسہ کے خرچ سے اعلی تعلیم و تربیت دلائی جائیگی۔ خوئی سے ایک فارسی اخبار بھی شایع ہونا شروع ہوا ہے جسکا نام "مکافات" ہے محمد علی میرزا کے عہد مین ایران کے تمام مدارس اور اخبارات بند تھے۔ دستوری حکومت کو قائم ہوے ابھی ایک ہفتہ بھی نہین گذرا تھا کہ ملک مین ہر طرف سے زندگی کے آثار محسوس ہونے لگے۔

جناب نواب محمد جعفر خان رئیس شمس آباد ضلع فرخ آباد نے اس انقلاب کی تاریخ گردش چرخ (۱۳۲۷) خوب ہی فرمائی ہے جسمین انقلاب سلطنت ترکی و ایران دونو شامل ہے یہ دو شعر بھی ممدوح کے حسب حال ہین

ہر دل ہے سرد گرم ہے بازار رستخیز
ہے حقوق شاہ و رعایا مین جنگ ہے
تصویر غم۔ مرقع ماتم ہے سلطنت
ترکی تمام ہو گئی ایران تنگ ہے

صدارت شیعہ کانفرنس کا مسئلہ مرکزی کمیٹی نے طے کر دیا کہ بغلبہ آرا جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ منتخب ہوے۔ مگر یہ سنکر نہایت افسوس ہوا کہ ممدوح نہین قبول فرماتے ایک خاص ڈپوٹیشن اسکے لئے طیار ہونا چاہئے جو جناب ممدوح الالقاب کو اسپر راضی کرے۔

لشکر سازی امسال شیعہ کانفرنس مین اسکی تحریک کیگئی کہ شیعونکے قومی سرمایہ سے ایک کارخانہ لشکر سازی کا قایم کیا جاے جسپر قوم نے جسقدر توجہ کی روداد شیعہ کانفرنس مندرجہ اصلاح مین آپ ملاحظہ فرما چکے کہ کیسا جوش و خروش پیدا ہوا اور کسطرح قوم نے چندہ کا وعدہ کیا اور مستعدی دکھلائی۔ مگر آخری نتیجہ اوسکا آپ گذشتہ نمبر مین دیکھہ چکے کہ اب سکرٹری صاحب قوم سے اپیل کر رہے ہین اپنا وعدہ پورا کرو اپنا نام مشہور نہ کرو۔ چندہ کہلا کر مردہ نہ کہلاؤ مگر آہ کہان ہم مین ہمت اور کہان مادہ قومیت جو کچھ کر سکین

ہم تو ایسی حالت مین گرفتار ہین مگر غیرونکا یہ خیال ہے کہ جو قوم اس عرصہ کے بعد بیدار ہوگی وہ ضرور کامیاب
ہوگی لہذا اسکی تحریک شروع ہوگئی کہ سنیونکو بھی شریک ہونا چاہئے۔ اور اگر شریک نہین ہوتے تو علحدہ اپنا کارخانہ
قائم کرنا چاہیے جسکی بنیاد پڑ چلی اور بہت قریب زمانہ ہے کہ سنلینگے فلان کارخانہ قائم ہوگیا۔ اور ہم اسی حیص
بیص مین رہینگے کہ کہین ہمارا یہ دس روپیہ غبن تو نہو جائیگا ہزارون غارت ہو رہا ہے لاکھونکا وارہ نیارہ ہے
مگر اس عدد کی وہ فکر ہے کہ کہین کوئی کہا نہ جائے۔

اسپر یہ طرہ کہ کہا جاتا ہے کہ شیعونسے کیا ہوسکتا ہے۔ انکا کون کام بنا ہے جو یہ بنے گا۔ مگر معلوم نہین وہ کون شیعہ
ہین جنپر اعتراض ہے تمھین تو شیعہ ہو تمھین اسکے کرنیوالے پھر الزام کسپر۔ آپکا کام سرمایہ فراہم کرنا ہے۔ کارکنونکا کام
کام کرنا۔ اگر سرمایہ نہوگا تو کام کیونکر چلے گا۔ کارکن کیا معجزہ دکھائین یا کسیکا گھر لوٹ لائین۔

آپ ہی غور فرمائیے کہ آپنے اس تجویز کو پاس کیا۔ بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے فہرست چندہ پر دستخط فرمائی یہ امید
دلائی پھر آپکو کسکا انتظار ہے۔ اوٹھیے اپنی آپ مدد کیجیے سرمایہ فراہم کیجیے۔ پھر دیکھیے کیسا کام بنتا ہے۔

آغا انجینرنگ اسکول فیض آباد کی نسبت یہ خبر نہایت مسرت افزا ہے کہ پرنسپل صاحب ٹامسن کالج رڑکی
لکھتے ہین آغا انجینرنگ اسکول فیض آباد کے تعلیم یافتہ کے نام سب اورسیری۔ نقشہ نویسی۔ ورک انجینیئری تقرری
کیلئے بسفارش سکرٹری اسکول مذکور کے درج رجسٹر کیے جائینگے اور اونکی نسبت بہت کچھ خیال ہوگا۔
اس سرٹیفکٹ سے ہر شخص مطمئن ہوسکتا ہے کہ اس اسکول کے تعلیم یافتہ ان عہدونکے لئے گورنمنٹ مین
بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہین۔ مگر دیکھیے ہماری کب آنکھ کھلتی ہے جو اپنی قوم کی قدر کرتے ہین۔
حالانکہ اس اسکول کی تعلیم اور اسکولونسے عمدہ خرچ کم مگر غیر تو غیر اپنے بھی نہ خیال کرین تو کیونکر بنے۔

علیگڈہ کالج کا خطرہ کسیقدر تو ضرور دور ہوا ۱۱-۳ جولائی کا جلسہ ٹرسٹیان کالج اگرچہ زیادہ تر
بصیغہ راز ہے۔ مگر یہ فیصلہ کہ قبل اعلان ایک ڈیپوٹیشن بحضور لفٹنٹ گورنر بہادر حاضر ہو امید دلاتا ہے
کہ جناب نواب وقار الملک کی قومی ہمدردی قابل پذیرائی ہے جسپر ہر طرف سے صدائے تائید بلند ہے
۴۳ ممبر ٹرسٹی آپکے ہمرائے ہین اور ۴ ٹرسٹی پرنسپل کے طرفدار جنمین سے حاجی اسمعیل صاحب اسیوجہ
مستعفی ہوئے۔ ہمکو بھی امید ہے کہ نواب صاحب کامیاب ہونگے اور طلبا کا خصوصاً طلبہ شیعہ کا
خاص طور پر خیال فرمائینگے۔ کیونکہ اگر اپنی قوم نے اونپر اعتماد کیا تو یہ زیادہ قابل تعریف نہین ہے
بلکہ غیرونکا یہ اعتماد کہ اپنے لخت جگر کو آپکے حوالہ کردیا زیادہ قابل تعریف ہے لہذا امید ہے کہ نواب

اسکا خاص طور پر خیال فرمائینگے خصوصاً امور مذہبی مین کیونکہ نجاست مشرکین فریقین کے یہان مسلم ہی ایک نے جائز کیا ہی دوسرے کے یہان قطعاً ناجائز۔ پھر اوس سی اگر اجتناب کیا جاے تو فریقین کیلئے موجب ... ہوگا۔

جناب نواب نصیر حسین خان خیال کے ٹرسٹی علیگڈہ کالج مقرر ہونیسے ہمکو امید ہی کہ اوربھی شیعونکے حقوق کی حفاظت ہوگی بشرطیکہ ہان مین ہان ملانیوالے ٹرسٹی نہ بنجائین کیونکہ ضرورت کام کی نہ صرف نام کی۔

تولیت ہوگلی - افسوس کہ یہ مسئلہ ابھی ہنوز طے نہوا گورنمنٹ بنگال نے سید علی نوالرضا صاحب کو مقرر کیا تہا جسپر ایک پرزور میموریل بہیجا گیا۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اسپر نظر ثانی کا حکم دیا مگر ہنوز تصفیہ نہین ہوا شیعہ پبلک نہایت بے چینی سی اپنی مہربان گورنمنٹ کے حکم کا انتظار کررہی ہی کہ یہ ناجائز تقرری کسیطرح منسوخ کی جاے جس سی بڑہکر کوئی حق تلفی ہماری نہین ہوسکتی اور اسی امید پر آجتک شیعہ پبلک ساکت رہی

چشمہ نجات

یعنے

بامحاورہ اردو ترجمہ عین الحیات

یہہ لاجواب کتاب جناب ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی تصنیفات سی مشہور و بے نظیر ہی - احادیث اخلاق ونصائح ومواعظ ومکارم اخلاق کا مجموعہ ہی۔ حضرت ابوذر غفاری علیہ الرحمہ کی روایت حدیث کی شرح جناب علامہ نے احادیث واقوال اہلبیت علیہم السّلام سی کی ہین۔ صدہا تمثیلین اور حکایات لطیف پر از حکمت جو آئمہ علیہم السّلام سی دنیا وامور دنیا کی تشبیہ مین منقول ہین عجب لطف وخوبی سی اپنے اپنے موقع پر بیان کی ہین ہر ایک مومن کو اس کتاب کا پڑہنا۔ اسپر عمل کرنا باعث بہبودی دنیا وآخرت ہوگا ترجمہ نہایت صاف وبامحاورہ۔ ابتدا مین مختصر حالات علامہ مجلسی علیہ الرحمہ وجناب ابوذر غفاری۔ وسلمان فارسی علیہ الرحمۃ لکہے گئے ہین۔ اس کتاب سے ہر شخص جو کچھ اردو پڑہتا ہو پورا پورا فائدہ پا سکتا ہے۔ اصلی کتاب کی قیمت للعہ تہی مگر ہمنے محض قومی ہمدردی سے اسکی قیمت صرف مبلغ ۶ روپیہ مقرر کی ہی جو عشر کے برابر ہے چونکہ درخواستین کثرت سے آچکی ہین لہذا حضرات جلد طلب فرمائین ورنہ افسوس رہیگا۔

المشتہر

مولوی غلام عباس لاہور محلہ لوہار منڈی کوچہ ننک پہلہ

عمل کرنے والون کیواسطے بشارت خوشنودی اور ترغیب وتحریص بھی ہے لیکن ان آیات
کے منشا کے خلاف توسیع سلطنت کی خواہش نے حضرت فاروق سے بکثرت بلاد وولایات
پر یورش کرائی جسکے سبب لاکھون مسلمان وغیر مسلمانون کی جانین اور ملک ومال
ومویشی تلف ہوے اور خدا جانے کسقدر مومنات وغیر مومنات رانڈین ہوئی ہونگی
اور کتنے بچے یتیم ہوے ہونگے اور کتنے ناحق اسیر ہوے ہونگے اور کتنے خانہ برباد خانہ
بدوش ہوے ہونگے - اور جن عربون کے قوانین وضوابط کے مطابق مان بہن خالہ
بہی سب حلال تھین جسکی ممانعت کے واسطے آیہ حرمت علیکم امہاتکم الخ
نازل ہوئی - اون بیباکون سے مفتوحہ مستورات کی کیونکر عصمت بچی ہوگی چنانچہ
زوجہ مالک بن نویرہ کا قصہ سبکو معلوم ہے اگر کثیر المقامات وبعید المسافات پر صرف
باربرداریون کی فراہمی کے ظلمونپر غور کیا جائے تو اونکا شمار نہین ہوسکتا -
۱۸۵۷ء کا غدر جن نفوس پر گذرا ہے اونکے دلون سے پوچھو کہ کیا کیا گذر گئی
لاکھون بیخطا خانہ نشین مارے گئے لاکھون فاقون سے مرگئے ہزارون عورتین بیعزتی
وبے پردگی کی غیرت سے کنوؤن اور تالابون مین گر گر مرگئین اور جو مقابلے مین مارے
گئے وہ اسکے علاوہ تھے یہہ غدر ہندوستان کے چند ہی مقامات پر تہا وہ قوم
انگریزون کے مقابلہ پر کوئی سلطنت نہ تہی بلکہ اونہین کی سپاہ کے چند بدمعاش لشکر
تھے جو گھر جانے کی حالت مین مقابلہ کرتے تھے ورنہ اکثر بہاگ ہی جاتے تھے اور حضرت
فاروق کے معرکے سلاطین ابن السلاطین سے تھے جہان فوج دفتر تعداد باربرداری
اور قلعے سب ہی کچھ تھے پس کسقدر جانین تلف ہوگئی ہونگی پھر
اہل فرنگ مہذب وتعلیم یافتہ نرم پالیسی کی قوم اور وحشی عرب اونہون
نے کیا کچھ نہ کیا ہوگا مگر حضرت فاروق کی عصمت اجماعی مسئلہ اسلام ہے ایمان بھی
اسوجہ سے اونکی نسبت اون مظالم کا کوئی الزام نہین دلیسکتے بلکہ بفضلہ ہم اونکو
محسن اسلام سمجھتے ہین - اور جب مصر مین جاتے ہین تو قم یا عمر کا نعرہ
لگاتے ہین

دفع دخل

ہمارے بعض معاند بھائی اس دلیل کو اعتراض سمجھکر فرمائینگے کہ جب بعض آیات مثل فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم موجود ہین تو پھر حضرت فاروق کی تمام جنگون کو اسلامی جنگ ماننا پڑیگا اور جو آیات قتال کو آیات مانع قتال یا کفار کا معارض بتایا جائیگا تو جہاد جو قیامت تک فرض اور رکن اسلام ہے اوس سے انکار لازم آئیگا جو صریح کفر ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ ہم اور حضرت فاروق پر اعتراض یہ تو صرف بہتان ہے لیکن تمام آیات کے شان نزول اونہی مواقع کے واسطے ہین کہ جیسے بعض کفار نے آنحضرت یا صحابہ کو جلاوطن کیا یا بعض کفار نے قابو پاکر کسی مسلمان کو قتل کر دیا یا جیسے بعض کفار نے پیغمبر خدا سے تعلیم قرآن و ارکان اسلام کے بہانہ سے بعض صحابہ ہمراہ لیا اور پھر اونکو قتل کرایا یا حارث بن عمرو قاصد رسولخدا کو جو بصرہ جا رہے تھے اون کو شرجیل امیر قیصر روم نے قتل کرایا تھا اور پھر آنحضرت نے سریہ موتہ مین بسرداری زید بن حارث تین ہزار صحابہ کو بھیجکر بدلا لیا یا عبد اللہ بن ابی سرح برادر اخیافی عثمان غنی کو جو کتابت قرآن مین تحریف کرتا تھا اور پھر آنحضرت نے اوسکا خون ہدر کر دیا تھا اور ایسے مرتد اور بھی تھے کہ جنکا خون ہدر تھا انمین ایک کعبہ کے پردہ مین لپٹا تو وہین قتل کر دیا گیا یا وہ حلیف و باعہد کہ جنہون نے بعض مسلمانون کی جان بسبب دغا ضایع کی تہین یا کرنیکو تھے پس ان مراتب کے معاندین کے واسطے اللہ تعالی نے حکم دیا تھا فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم یعنی مشرکین کو جہان پاؤ قتل کر دو نہ کہ ہر مشرک کو۔

اور جو آیات قتال سے منشاء خدا و رسول یہی فرض کیا جائے یعنی فاقتلوا المشرکین الخ تو حضرت فاروق نے ایسا بھی نہین کیا کہ اون مشرکین و کفار کے بلاد و ممالک لیکر سب کو قتل ہی کر ڈالا ہو۔ بلکہ اون مفتوحہ ممالک کے ہزارون

مسلمان ہوئے اور لاکہون ذمی بنے رہے اور جو کہا جاے کہ حضرت فاروق کی شجاعت
وجرات ایسی تہی کہ وہ سلطنتون کو مطیع اسلام بنائے بغیر نہ رہ اسلام پہیلاے بغیر نہ رہ
سکتے تہے تو اس خدمت کی سخت ضرورت حیات پیغمبر خدا مین تہی اور حضرت فاروق
غزوات وسرایا مین جاتے بہی تہے لیکن اکثر جہادون سے آپکا جان بچا کر بہاگنا تو
سنا اور دیکہا گیا لیکن کسی کافر کا قتل یا کسی لڑائی کا جیتنا نہین سنا گیا چنانچہ جنگ
احد کی فراری کی نسبت بخاری شریف مین قتادہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ

وانهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا بعمر بن الخطاب في الناس فقلت ما شان الناس فقال امر الله

کہ جنگ احد سے جب صحابہ بہاگے اور مین بہی بہاگا تو اون فراریون مین حضرت فاروق بہی تہے مینے عمر سے کہا کہ اے
میان یہہ کیا ہوا تو اونہون نے کہا کہ خدا کی مرضی یعنی ہم کیا کرین انتہی محصلاً —
اور تفسیر کبیر فخر رازی مین ہے —

ومن المنهزمين عمر الا انه لم يكن من اوائل المنهزمين

کہ احد کے بہگوڑون مین حضرت فاروق بہی تہے لیکن وہ سب سے پہلے نہین بہاگے
تہے۔ اور در منثور سیوطی تفسیر آل عمران مین ہے۔

قال لما كان يوم احد هزمنا ففررت حتى صعدت الجبل وقد رايتني انزو كاني اروى —

عمر نے کہا کہ جنگ احد سے مین بہاگا تو پہاڑ پر چڑہ گیا اور وہان مینے دیکہا تو مین اسطرح اوچکتا بہاگ رہا تہا جیسے پہاڑی
بکری۔ اور ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۹ مین حاکم سے مروی ہے جناب علیؑ نے فرمایا

سار رسول الله صلعم الى خيبر فلما اتاها بعث عمر وبعث الناس الى مدينتهم او قصرهم فقاتلهم فلم يلبثوا ان هزموا عمر واصحابه فجاؤا يجبنونه ويجبنهم اخرجه الحاكم

رسول خدا خیبر کی طرف تشریف فرما ہوئے تو حضرت عمر کو ایک لشکر کی امارت دی جنکا پہرہ شہر ومکانات خیبر کیطرف تہا ابہی قتال کی نوبت نہ آئی تہی کہ حضرت فاروق بہاگے اور انکے

ماتحت و دست ہی پس جہانہ پہنچے تو یہ اپنے ماتحتونکو نامرد کہتے تھے اور وہ ماتحت حضرت فاروق کو نامرد بناتے تھے واللہ اعلم بالصواب انتہی محصلاً۔

اسکے علاوہ حنین و تبوک مین سے تمام ہمراہی صحابہ کی فراری جنہین حضرت فاروق و سیف اللہ و امین الامۃ سب ہی تھے اگرچہ یا اصحاب الشجرہ و یا اصحاب البقرہ کرکے حضرت عباس نے ندائین دین مگر جان جوکہون کے وقت کون کسی کی سنتا ہے یہ جا وہ جا پس جب خدانے پھیرا تو پھر آئے اسی طرح حبیب السیر مین ہے کہ سریہ وادی الرمل پر عمرو عاص سردار لشکر بنائے گئے اور حضرات شیخین وغیرہ ماتحت اور برا وقت پڑتے ہی سردار اور لشکر دونون یہ جا وہ جا حتی کہ مدینہ منورہ مین آکر دم لیا الغرض کسی غزوہ یا سریہ مین دشمنان پیغمبر سے حضرت فاروق کا قتال کرنا اور کسی کافر کو قتل کرڈالنا ثابت نہین اسی وجہ سے آپکا زخمی ہونا بھی ثابت نہین کیونکہ کس بناید بجنگ افتادہ اگر کسیکو قتل کرتے تو کوئی انپر بھی وار کرتا اور نہ یہ بات صحاح وغیرہ سے ثابت ہے کہ حضرت فاروق نے زمانہ پیغمبر مین کسی بت خانہ کو توڑا ہو ہان حضرت سیف اللہ اور حضرت مغیرہ بن شیبہ سے یہ جرأتین ثابت ہین بلکہ حضرت فاروق سے تو خود پیغمبر خدانے کعبہ کا بت خانہ توڑنے کو فرمایا مگر قابا فساد قومی کے سبب سے آپنے صنم خانہ توڑنیکی جرأت نہ کی (دیکھو شروع صحیحین وغیرہ)

اور جو کہا جائے کہ حضرت فاروق اشاعت اسلام کے دل دادہ تھے تو مثل مشہور ہے کہ پوت کے پاؤن پالنے ہین دکہای دیتے ہین زمانہ پیغمبر مین آپنے ایک حلیف موضع کے لوگون کو بھی مسلمان نہین کیا جو اوس زمانہ مین مطیع اسلام ہی نہین بلکہ مسلمان سمجھے جاتے تھے اور فتوحات پیغمبر کے بلاد و حدود یہ ہین۔

حد شرقی صور۔ مسقط۔ عمان۔ القطان۔ القارہ

حد غربی یمن۔ حجاز مکہ۔ حجنہ۔ جدہ۔ نجران۔ وادی قری۔ خیبر۔ تفار بلبلہ

حد شمالی۔ بنی اسد۔ بنی طی۔

حد جنوبی حضر موت۔ مجامصیرہ

وسط عرب طائف ۔ یمامہ ۔ دراعہ ۔ امیر۔

پس معاند صاحب بتائین کہ ان فتوحات پیغمبر مین سے حضرت فاروق نے کون گانون فتح کرکے یا بعد فتح اپنی تعلیم وتفہیم سے بزمانہ رسول مسلمان کیا تہا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ زمانہ قلیل مین باقبال رسالت پناہی فتوحات کثیر ہوئین اور ان مفتوحہ مقامات کی رعایا وبرایا پیغمبر خدا کی صداقت اور انصاف اور عمدگی انتظام و استحکام آسائش کے قوانین سے واقف تہین جس کی شہرت عرب کے پڑوسی بلاد وولایات ملک مین ہو چکی تہی پس اوسی ہوا سے بات بنگئی اور وسعت زمانہ باعث ملنے کے سبب مفتوحات پیغمبر پر اضافہ ہوگیا ورنہ اللہ ہی اللہ تہا۔ سورہ توبہ مین ہے۔

وان نکثوا ایمانہم من بعد عہدہم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون ۔

اگر عہد کرکے لوگ بدعہدی کرین یا تمہارے دین پر طعن کرین تو اون آئمہ کفر کو قتل کرو پس اونسے کوئی معاہدہ نہین شاید کہ وہ باز آئین انتہی محصلاً اسی سورہ توبہ مین ان ہی الفاظ سے دوسری آیت آیت کچھ فاصلہ پر ہے ان دونون سے یہ ہی مستفاد ہوتا ہے کہ جو عہد توڑین یا طعن کرین تو اونکو قتل کرو تو بتایا جاوے کہ ممالک دور دست مین سے کن کن سے حضرت فاروق کا قبل جنگ معاہدہ تہا اور کس کس نے حضرت فاروق یا اونکے سردار لشکر سے مناظرہ یا مجادلہ ومکابرہ کیا تہا جو حضرت فاروق کو وہ خون ریزیان حلال ہوگئین۔

قطع محبت کفار بہی ان شروط سے مشروط تہی ۔ کہ اللہ تمکو اون لوگون

انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون ۔

دوستی سے منع فرماتا ہے جو تم سے مذہبی لڑائی لڑے اور جہنون نے تمکو جلاوطن کیا یا جلاوطن ہونے پر اعانت کی اور جو لوگ ایسون کی دوستی کرتے ہین وہ ظالم ہین انتہی محصلاً لیکن اسپے تمام

احکام قتال وقطع محبت کفار کیلئے ایک اندازہ بتادیا تھا کہ اوس سے تجاوز نہ کیا جائے چنانچہ سیقول مین ہے۔

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم و اتقوا اللہ۔ | کہ مخالف جسقدر تم پر زیادتی کرے اوسی قدر تم بھی اوس پر زیادتی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور آخر سورہ نحل مین فرمادیا تھا کہ اگر کوئی تمکو ستائے تو تم بھی

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم فھو خیر للصابرین | اوسکو اوسیقدر تکلیف دو اور جو صبر کرو تو خدا کے نزدیک صبر کرنیوالے بہتر ہیں

انتہی محصلاً۔

پس ان آیات وانی ہدایات اور آیات قتال کی تطبیق کیجائے۔ تو اونکا اوسط یہی نکلے گا کہ دور دراز ممالک کے خاک نشین مشرک وکفار کے قتل یا تباہ کرنیکا بالکل حکم نہین ہے اور جو خدا کا منشاء آیات قتال سے وہی تہا جو حضرت فاروق نے کیا تو علاوہ ان آیات کے خدا نے اپنی صفت مین جو (رب العالمین) فرمایا ہے یہہ غلط اور مہمل ماننا پڑیگا اور آیت (لا اکراہ فی الدین) کو الحاقی۔

کسی تواریخ وسیر مین یہہ بات نہین لکھی گئی کہ کوئی دور دراز ملک کا کافر بادشاہ قبل سازش فاروق حضرت فاروق پر چڑھ کر آیا ہو۔ یا جیسے بلاد عرب مذکورہ جو پیغمبر خدا کی کوشش واقبال سے فتح ہوئے تھے اونپر کسی بادشاہ نے تسلط کیا ہو جو حضرت فاروق کو اسقدر خونریزی کی ضرورت پڑی کہ لاکھون مسلمان وغیر مسلمانون کو قتل کرا دیا اور لاکھون یتیم واسیر وخانہ برباد کر دیے جنکے نقصانات صدیون مین پورے نہو سکے اور قرآن واحادیث کے ذخائر کثیرہ مقتولان اسلام کے ساتھ دفن ہوگئے اور بکثرت کتب خانہائے قدیم کہ جن مین علوم وفنون تھے اور پیغمبرون کے حالات تھے وہ سب غارت ہوگئے۔ اور اون پراگندہ خاطر اور خانہ ویران نو مسلمون کے قبول اسلام سے جو فسادات اسلام مین پہلے اوباد نکے مسلمان بنے رہنے کی خاطر سے مجتہدین نے اون جاہلون اور منافقون کے اسقاط حدود

مین جو بے سر و پا اجتہادات خلاف قرآن و احادیث کئے وہ مزید بران ہین جن کا تصفیہ آج عقل اول سے بھی نہین ہو سکتا اور بالخصوص شیعون کے مطاعن سے امن نہین مل سکتا۔ فی الحقیقت ادائے ارکان اسلام اسلام نہین ایسی نقل تو بھانڈ بھی کر لیتے ہین اگر نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اسلام ہوتا تو پیغمبر خدا کے قبل اور خود انکے زمانہ مین روزہ و نماز و حج و زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے والے مسلمان کہلاتے اور آیات قرآنی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم و الحج اشہر معلومات سے ظاہر ہے کہ وہ کافر یہ اعمال کرتے تھے اور حجۃ اللہ البالغہ مین اسکی صراحت ہے اور آنحضرت کے زمانہ مین موحد بکثرت تھے لیکن یہ سب بالاتفاق کافر مانے جاتے ہین صرف مسلمان وہ جو ملجاء بہ النبی پر پورا ایمان لائے اور حاضر و غائب رسول کا پورا اتباع کیا اور پھر اس عقیدہ کے ساتھ ارکان اسلام ادا کئے اور جنہون نے صرف زبان سے اقرار توحید و رسالت و قیامت کا کیا وہ قرآن کی رو سے ہرگز مسلمان نہین خواہ نماز پڑھتے پڑھتے مرجائین یا روزون کے فاقون سے ہلاک ہو جائین پس جبریہ اسلام پہیلانا خدا اور رسول کے خلاف تہا۔

الغرض ایسی ہی صریح مخالفتون کی حلت و جواز کو اسی وجہ سے تسلیم کیا گیا ہے کہ شیخین با عصمت اجماعی میسر تہی اور اسی عصمت اجماعی کی بدولت خلافت شیخین کو شبیہ نبوت مانا گیا ہے (دیکھو ازالۃ الخفا)

صرف نزول قرآن کا فرق ہے مگر یہ ضرورت بھی تعمیم و تخصیص و حذف و اسقاط و تغیر و تبدل و ناسخ و منسوخ کی قرار داد سے پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ اصول عقائد و اصول فقہ و تفاسیر سے ظاہر ہے۔ کہ ایک قرآن کی سیکڑون رنگ اور مذاہب کی تفاسیر بن گئین اور بنتی چلی جاتی ہین اور مخالف و موافق مسائل و کفریات سے استنباطات و اجتہادات آجتک جاری ہین جنکو آریہ بھی پیش کرتے مگر مسئلہ امامت کے اصول عقائد اہلسنت مین ہونیکی چوتھی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جسنے امام زمانہ کو نہ پہچانا اور من مات بغیر امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ

وہ مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت یعنی کفر کی موت مرا انتہی محصلاً۔ اس صحیح اور مشہور
حدیث اہلسنت پر یہ بات قابل غور ہے کہ جس وجود کی شناخت نہ کرنیکا انجام کفر ہو
تو اوس کے وجود کے منکر کا کیا انجام ہونا چاہئے پس جب یہہ حدیث کتب اہلسنت مین
موجود و مقبول ہے تو اونکے اصول عقائد مین امامۃ کو داخل نہ جاننا تشریع ہے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم نفس امامۃ سے واقف اور اعتقاد امامۃ پر رشید تھے
بایں وجہ ارتحال رسول کے وقت سراسیمہ ہوگئے اور بر اتباع حدیث مذکور نصب امام
کی فوراً کوشش کی حالانکہ بقول شاہ ولی اللہ شیخین سے اللہ تعالی نے بذریعہ

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض الخ۔	آیت استخلاف عطائے خلافت کا وعدہ بھی فرما لیا تہا اور یہہ ارشاد لفظ وعید سے نہ تہا جو اوسکے ایفا مین احتمال

کی گنجایش ہوتی لیکن امامۃ یعنی خلافت کی ایسی اہم فرضیت تہی کہ اوسکا
انتظار نہ کرسکے یا اوس پریشانی مین وعدہ خداد ہیان سے نکل گیا پس فوراً ہی
سقیفہ پہنچے جو مدینہ سے چہ میل کے فاصلہ پر مقام تہا اور یہہ حصول امامۃ کی
فرضیت مین ایسے مستغرق ہوئے کہ رسول خدا کا گور و کفن کچھ یاد نہ رہا چنانچہ
کنز العمال مین عروہ سے روایت ہے

عن عروہ ان ابابکر وعمر لم یشہدا دفن النبی صلعم وکانا فی الانصار ندفن قبل ان یرجعاہ۔	کہ ابوبکر وعمر دفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے وہ انصار مین تھے جب واپس آئے تو دفن پیغمبر ہوچکا تہا انتہی

محصلاً یہہ معلوم ہے کہ عام میت کی تجہیز و تکفین و تدفین ہر ملت مین سب کام پر مقدم
ہے اور یہہ وہ بہی نائب خدا کی۔ اسکے علاوہ باقتضا عشق رسول شیخین پر آخری
دیدار کا حصول شرف فرض کفایہ نہین بلکہ فرض عین تہا۔ لیکن امامۃ کی فرضیت
سب پر غالب تہی اس وجہ سے تجہیز و تکفین پیغمبر کی پروا نہ کی گئی۔

ازالۃ الخفا مقصد اول کے صفحہ [illegible] مین [illegible] وعدہ کو ان الفاظ سے لکہا ہے [illegible]

ان بعض العلماء ذہب الی ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالی۔ عن شرح العقائد النسفیہ

پندرہوین شعبان المعظم

عید شبرات مبارکباد کہ روز ولادت باسعادت حضرت صاحب الامر والزمان علیہ السلام ہی لہذا اس تاریخ میمون و مبارک کی یادگار مین پھر وہی رعایت قبول کیجاتی ہی کہ جو صاحب اس تاریخ کو خریدار ہونگے ایک سال تک اونسے نصف چندہ لیا جایگا بشرطیکہ ۱۵ کو درخواست ڈاکخانہ مین ڈالی جاے یا منی آڈر روانہ ہو ۔ یہ رعایت ۳۰ شعبان تک وسیع ہی بشرطیکہ خط مین ۱۵ شعبان لکھا جاے ۔

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر [illegible] آگرے